ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

مئی سنہ ۱۹۹۹ء

ایڈیٹر
نصر اللہ خاں ناصر

”تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا“

”یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٔ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائیگا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا.......

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔“

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۹

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ہجرت ۱۳۷۸ ہش

مئی ۱۹۹۹ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خان ناصر

پبلشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:۔ قاضی منیر احمد

مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دارالصدر جنوبی۔ ربوہ

اس شمارہ میں

ادار یہ — صفحہ ۲

محترم صاحبزادہ مرزا غلام قادر احمد صاحب راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے — صفحہ ۴

امام الکلام — صفحہ ۵

کلام الامام — صفحہ ۶

عربی منظوم کلام — صفحہ ۷

فارسی منظوم کلام — صفحہ ۸

نوادرات حدیث — صفحہ ۹

FRIDAY THE 10TH (جمعہ کی دسویں) — صفحہ ۱۱

قدرت ثانیہ کا مبارک نظام — صفحہ ۱۹

نظم - خدا ہمارے ساتھ ہے — صفحہ ۲۴

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے انعامی چیلنج — صفحہ ۲۵

حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد لدھیانوی .... صفحہ ۳۴

نظم زندگی — اندرون ٹائٹل صفحہ ۳

جلد نمبر ——— ۴۰

شمارہ نمبر ——— ۵

شرح چندہ

پاکستان ——— ساٹھ روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ——— چھ روپے

ادار یہ

”میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے

جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے“

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت قدیمہ ہے کہ وہ اپنے مامورین کی تائید و نصرت فرماتا ہے اور انہیں غلبہ عطا فرماتا ہے۔ تا کہ اس سچائی اور راستبازی کا بول بالا ہو جس کو وہ دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں چنانچہ مامورین کے ہاتھ سے اس کی تخم ریزی کر دیتا ہے مگران کی محدود عمر میں اس عظیم کام کی تکمیل نہیں ہو سکتی تب اپنی دوسری قدرت ظاہر فرماتا ہے جو اس عظیم کام کی تکمیل کرتی ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ان دو قدرتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

”(۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی .... تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی اس قدیمی سنت کے مطابق اپنے بعد قدرت ثانیہ کے ظہور کی خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل

پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

نیز فرمایا:-

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵، ۳۰۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سے یہ بات بڑی واضح ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں دوسری قدرت کا ظہور ہو گا جس سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد عالیہ کی تکمیل ہو گی، اس کا آنا بہتر ہے۔ وہ دائمی ہے اور اس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا، حضرت اقدس کے حین حیات دوسری قدرت ظاہر نہیں ہو سکتی، دوسری قدرت کا مظہر "بعض اور وجود" ہوں گے۔

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے وصال کے بعد ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا اور اس کے پہلے مظہر حضرت حکیم مولانا نور الدین (خلیفۃ المسیح الاول) .... مسند امامت پر متمکن ہوئے اور خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے ظاہر کر دیا کہ قدرت ثانیہ کا ظہور اسی کی مشیئت سے ہے۔ ۲۷ مئی کو جس نظام کی بنیاد پڑی وہ مبارک نظام اپنی تمام تر برکتوں کے ساتھ قائم ہے۔ اور اس نظام کی برکت سے آج سلسلہ عالیہ احمدیہ اکناف عالم تک پھیل چکا ہے اور خدا کی سچی توحید کے شیریں چشمہ سے تمام اقوام عالم متمتع ہو رہی ہیں۔ پس یہ مبارک دن سوہان روح ہے ہمارے لئے ہماری آئندہ نسلوں کے لئے۔ یہ دن نشان ہے الٰہی نشانوں میں سے۔ اور یہ دن نشان راہ ہے اس شاہراہ ترقی کا جو منزل مقصود تک پہنچانے والی ہے۔

جاں نثار احمدیت، خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے چشم و چراغ

محترم صاحبزادہ مرزا غلام قادر احمد صاحب راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

احباب جماعت احمدیہ عالمگیر یہ روح فرسا اور دلگداز خبر سن چکے ہیں کہ ۱۴ اپریل ۱۹۹۹ء کو خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے چشم و چراغ محترم صاحبزادہ مرزا غلام قادر احمد صاحب ابن محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب (ادارہ کمپیوٹر کے انچارج اور سیکرٹری وقف نو ربوہ) ظالم اور سفاک ہاتھوں راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے۔ یہ دلربا وجود اسم بامسمّٰی تھے۔ اپنی اس مختصر عمر میں حقیقی عبد بن کر حسن اخلاق کی رفعتوں پر چمکے۔ نہایت ہی ذہین و فطین، محنتی دلنواز اور دلکش، اللہ کی راہ میں وقف جو ہر آن قربانی کے تقاضے کا نام ہے۔ بالآخر ایک عظیم مقام پا گئے۔ وہ سب کا پیارا تھا اور ہمارے محبوب امام ہمام کی آنکھوں کا تارا۔ مگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صبر و رضا کے کلمات ہماری زبانوں پر جاری ہیں۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

وہ جاں نثار احمدیت زندہ ہے نہ صرف خود زندہ ٹھہرا بلکہ اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے ہمیشہ کے لئے زندگی بخش قرار پایا۔ بلاشبہ یہ تابندہ ستارہ ہمیشہ آسمان احمدیت پر چمکتا رہے گا۔ وہ جسے ہمارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے نہایت عالی مرتبہ کا جاں نثار قرار دیا۔ اس قربانی پر عالم احمدیت کو فخر ہے۔ وہ زندہ ہے اور تا ابد زندہ رہے گا۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق　　　ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محترم صاحبزادہ صاحب پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل کرے اور انہیں اعلیٰ علیین میں قرب خاص سے نوازے۔ آمین۔

امام الکلام

قدرتِ ثانیہ کا ظہور

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں اپنے بعد دوسری قدرت کے ظہور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلادے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائیگا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ ......"

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵-۳۰۶)

کلام الامام

وحدت کی برکات

حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفتہ المسیح الاول .... وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ کی تشریح کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ:-

"دیکھو انسان جب مرجاتا ہے تو اس کے اجزا متفرق ہو جاتے ہیں مگر یہ خدا کا خاص فضل ہے۔ اس نے حضرت مرزا صاحب کی جماعت کو جو بمنزلہ آپ کے اعضاء اور اجزاء کے تھی۔ اس تفرقہ سے بچالیا اور اتفاق اور اتحاد اور وحدت کے اعلیٰ مقام پر کھڑا کر کے آپ کی زندگی اور حیات ابدی کا پہلا زندہ ثبوت دنیا پر ظاہر کر دیا۔ صرف تخم ریزی ہی نہیں کی بلکہ دشمن کے مونہہ پر خاک ڈال کر وحدت کو قائم کر دیا۔" (حقائق الفرقان جلد ا صفحہ ۲۷۹)

"یاد رکھو کہ الٰہی فضل کی بہت قسمیں ہیں۔ اکیلے پر وہ فضل نہیں ہوتا ہے جو کہ دو کے ملنے پر ہوتا ہے۔ اس کی ایک مثال دنیا میں موجود ہے کہ اگر مرد اور عورت الگ الگ ہوں اور وہ فضل کو حاصل کرنا چاہیں جو کہ اولاد کے رنگ میں آتا ہے تو وہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ دونوں نہ ملیں اور ان تمام آداب کو بجانہ لاویں جو کہ حصول اولاد کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح ایک بھاری جماعت پر جو فضل الٰہی ہوتا ہے وہ چند آدمیوں کی جماعت پر نہیں ہو سکتا..... اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب تک تم لوگوں میں باوجود اختلاف کے ایک عام وحدت نہ ہو گی اور ایک تم سے دوسرے کو فائدہ پہنچانے کی کوشش میں نہ لگا رہے گا تو خدا کے اس فضل عظیم کو حاصل نہ کر سکو گے جو ایک بھاری مجمع پر ہوتا ہے....... اس وحدت کے پیدا ہونے کے لئے چاہئے کہ آپس میں صبر اور تحمل اور برداشت ہو۔ اگر یہ نہ ہو گا اور ذرا ذرا سی بات پر روٹھو گے تو اس کا نتیجہ آپس کی پھوٹ ہو گا۔ اسی وحدت کی بنیاد کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور ان کی اطاعت اسی حال میں کر سکو گے جبکہ تم میں تنازع نہ ہو۔ اگر تنازعات ہونگے تو یاد رکھو کہ قوت کی بجائے تم میں بزدلی پیدا ہو گی اور جو تمہاری ہوا بندھی ہوئی ہو گی وہ نکل جاوے گی۔ یہ بات تم کو صبر اور تحمل سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ان کو اپنے اندر پیدا کرو۔ تب خدا کی معیت تمہارے شامل حال ہو کر وحدت کی روح پھونکے گی۔ پس اگر تم کوئی طاقت اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہو اور مخلوق کو اپنے ماتحت رکھنا چاہتے ہو تو صبر اور تحمل سے کام لو اور تنازع مت کرو۔ اگر چشم پوشی سے باہم کام لیا جاوے تو بہت کم نوبت فساد کی آتی ہے۔"

(خطبات نور جلد ا صفحہ ۲۱۵ تا ۲۱۷)

عربی منظوم کلام

سَعَيْتُ وَمَا وَنَيْتُ بِشَوْقِ رَبِّيْ   اِلٰى اَنْ جَاءَ نِيْ رَيَّا الْوِصَالِ

میں نے اپنے رب کے اشتیاق میں کوشش جاری رکھی اور کوئی سستی نہ کی یہاں تک کہ مجھے وصال الٰہی کی خوشبو آ گئی

وَقَدْ اُشْرِبْتُ كَأْسًا بَعْدَ كَأْسٍ   اِلٰى اَنْ لَاحَ لِيْ نُوْرُ الْجَمَالِ

اور مجھے پیالے پر پیالہ پلایا گیا یہاں تک کہ مجھ پر جمال حقیقی کا نور جلوہ گر ہو گیا

وَقَدْ اُعْطِيْتُ ذَوْقًا بَعْدَ ذَوْقٍ   وَنَعْمَاءَ الْمَحَبَّةِ وَالدَّلَالِ

اور مجھے ذوق پر ذوق دیا گیا اور محبت اور ناز کی نعمتیں بھی دی گئیں

وَجَدْتُّ حَيٰوةَ قَلْبِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ   وَعَادَتْ دَوْلَتِيْ بَعْدَ الزَّوَالِ

میں نے اپنی فنا کے بعد دل کی زندگی کو پا لیا اور میری دولت جاتے رہنے کے بعد لوٹ آئی۔

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ كَانَ اُكْلِيْ   وَصِرْتُ الْيَوْمَ مِطْعَامَ الْاَهَالِيْ

دستر خوان کا پس خوردہ میری خوراک تھی اور آج میں کئی گھرانوں کو کھلانے والا بن چکا ہوں

اَزِيْدُ بِفَضْلِهٖ يَوْمًا فَيَوْمًا   وَ اُصْلِيْ قَلْبَ مُنْتَظِرِ الْوَبَالِ

میں اس کے فضل سے دن بدن ترقی کر رہا ہوں۔ اور ہلاکت کے منتظر کے دل کو جلا رہا ہوں

تَرَكْنَا هٰذِهِ الدُّنْيَا لِوَجْهٍ   وَاٰثَرْنَا الْجَمَالَ عَلَى الْجَمَالِ

ہم نے یہ دنیا ایک چہرے کی خاطر چھوڑ دی ہے اور ہم نے اس کے جمال کو دنیا کے جمال پر ترجیح دی ہے

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۹۵-۵۹۶)

فارسی منظوم کلام

○

گر نہ اُو خواندے مرا از فضل و جُود	صد فضولی کردمے بیسود بود

اگر وہ خود اپنے فضل و کرم سے مجھے نہ کھینچتا تو خواہ میں کتنی ہی کوششیں کرتا سب بے فائدہ تھیں

از نگاہے ایں گدا را شاہ کرد	قصہ ہائے راہِ ما کوتاہ کرد

اس نے ایک نظر سے اس فقیر کو بادشاہ بنا دیا اور ہمارے لمبے راستہ کو چھوٹا کر دیا

راہِ خود بر من کشُود آں دلستاں	دانمش ز انساں کہ گل را باغباں

اس معشوق نے خود اپنا راستہ میرے لئے کھولا۔ میں یہ بات اس طرح جانتا ہوں جیسے باغباں پھول کو

ہر کہ در عہدم زِ من ماند جدا	میکند بر نفسِ خود جور و جفا

جو میرے زمانہ میں مجھ سے جدا رہتا ہے تو وہ خود اپنی جان پر ظلم کرتا ہے

پُر زِ نورِ دلستاں شد سینہ ام	شد ز دستے صیقلِ آئینہ ام

معشوق کے نور سے میرا سینہ بھر گیا میرے آئینہ کا صیقل ایک ہاتھ نے کیا

پیکرم شد پیکرِ یارِ ازل	کارِ من شد کار دلدارِ ازل

میرا وجود اس یار ازلی کا وجود بن گیا اور میرا کام اس دلدار قدیم کا کام ہو گیا

بسکہ جانم شد نہاں در یارِ من	بوئے یار آمد ازیں گلزارِ من

چونکہ میری جان میرے یار کے اندر مخفی ہو گئی اس لئے یار کی خوشبو میرے گلزار سے آنے لگی

(سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۰-۱۰۱)

نوادرات حدیث

مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم۔ اے ایم لٹ (آکسن)

گذشتہ مضمون میں کتابت کی غلطی سے صحیح بخاری کا نام یکجا نہ چھپ سکا۔ یہ نام یوں ہے۔ اَلْجَامِعُ الصَّحِيْحُ الْمُسْنَدُ الْمُخْتَصِرُ مِنْ حُدِيْثِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ سُنَنِهٖ وَ اَيَّامِهٖ۔ عینی کے مطابق نام یوں ہے اَلْجَامِعُ الصَّحِيْحُ الْمُسْنَدُ الْمُخْتَصِرُ مِنْ اُمُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنِهٖ وَ اَيَّامِهٖ۔

حضرت امام بخاری کا نام محمد اور آپ کے والد کا نام اسمٰعیل تھا۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ آپ کا تعلق بخارا سے تھا۔ آپ کے پڑدادا کا نام مغیرہ تھا جو الیمان بن اخنث اَلْجُعْفِی کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر آزاد ہوئے۔ اس لئے حضرت مغیرہ کی اولاد اَلْجُعْفِیْ کہلاتی ہے۔ یہ بات قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہو گی کہ آغاز اسلام سے ہی اسلام میں یہ سنت قائم ہوئی کہ جب کوئی مسلمان غلام آزاد کرتا تو وہ آزاد ہونے والا غلام اپنے آقا کے قبیلہ اور خاندان کی طرف منسوب ہوتا۔ مثلاً عبد اللہ بن دینار جو حضرت عبد اللہؓ بن عمرؓ القرشی العدوی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ عبد اللہ بن دینار القرشی العدوی کہلاتے ہیں۔ ایسے مواقع پر اشتباہ دور کرنے کے لئے نسبت کے بعد "مَوْلٰهُمْ" (آزاد کردہ غلام) کے الفاظ بڑھا دیئے جاتے ہیں۔ یہ سنت ارشاد نبوی کی اتباع میں قائم ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (احمد و داؤد) یقیناً کسی قوم کا آزاد کردہ غلام اسی قوم کا حصہ ہوتا ہے۔

صحیح حدیث سے کم درجہ کی حدیث "حسن" حدیث کہلاتی ہے۔ اور حسن سے کم درجہ کی حدیث ضعیف کہلاتی ہے۔ صحیح، حسن، ضعیف، فنّی اصطلاحیں ہیں اور عرف عام میں جن معنوں میں یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں اہل فن ان معنوں میں یہ الفاظ استعمال نہیں کرتے۔ بلکہ اصطلاحی معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی حدیث صحیح یا حسن ہو تو ضروری نہیں کہ وہ اپنے مضمون میں قابل قبول بھی ہو۔ اسی طرح اگر کوئی حدیث ضعیف ہو تو ضروری نہیں کہ وہ فی ذاتہٖ قابل رد بھی ہو۔ مثلاً فنّی اعتبار سے صحیح حدیث اگر قرآن کریم کی محکم آیات کے خلاف ہو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے واضح ارشادات اور آپ کی سنت کے منافی ہو اور اس کی کوئی قابل قبول توجیہہ بھی نہ کی جا سکتی ہو تو وہ قابل قبول نہ ہو گی۔ اسی طرح اگر کوئی حدیث فنّی اعتبار سے ضعیف ہو تو قبول کی جائے گی بشرطیکہ قبولیت کی معقول وجوہ موجود ہوں مثلاً وہ کسی ایسی پیشگوئی پر

مشتمل ہو جو ایک زمانہ کے بعد اپنے وقت پر اپنی تمام شرائط و تفصیلات کے ساتھ من و عن پوری ہو جائے (جیسے دار قطنی کی چاند گرہن کی حدیث) کیونکہ ایسی خبر صرف عالم الغیب ہستی کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی جا سکتی ہے۔

- اَلْبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ۔ (ابن عباس۔ مستدرک حاکم) برکتیں تمہارے بڑوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔
- یَا اَنَسُ! وَقِّرِ الْکَبِیْرَ وَ ارْحَمِ الصَّغِیْرَ۔ (انس' مسند ابو یعلٰی) (حضرت انس کو مختلف نصائح کے دوران فرمایا) اے انس بڑوں کی عزت و ادب و احترام کر اور چھوٹوں پر رحم کر۔
- اَلتَّحَدُّثُ بِالنِّعَمِ شُکْرٌ۔ (نعمان بن بشیر' ابن ابی الدنیا فی کتاب الشکر) نعمتوں کا بیان اور ان کا ذکر شکر ہوتا ہے۔
- کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَۃٌ۔ (جابر بن عبد اللہ۔ بخاری حاکم۔ دار قطنی) ہر معروف عمل یعنی ہر نیکی صدقہ ہی ہوتی ہے۔
- اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ۔ (حضرت علیؓ مسند ابو یعلٰی) دعا مومن کا ہتھیار ہے۔
- حضرت ابو ذر غفاریؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

  اُنْظُرْ فَاِنَّکَ لَسْتَ بِخَیْرٍ مِّنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ اِلَّا اَنْ تَفْضُلَہٗ بِتَقْوٰی۔ (ابو ذر غفاری مسند احمد)

  اس بات کا خیال رکھ کہ تو کسی سرخ رنگ کے یا سیاہ رنگ کے آدمی پر فضیلت نہیں رکھتا۔ سوائے اس کے کہ تو (اپنے) تقویٰ میں اس سے بڑھ جائے۔
- عَجَبًا لِغَافِلٍ وَ لَا یُغْفَلُ عَنْہُ وَ عَجَبًا لِطَالِبِ دُنْیَا وَالْمَوْتُ یَطْلُبُہٗ وَ عَجَبًا لِضَاحِکٍ مِلْءَ فِیْہِ وَلَا یَدْرِیْ اَرْضَی اللّٰہَ عَنْہُ اَمْ اَسْخَطَہٗ۔ (عبد اللہ ابن مسعود' مسند ابو بکر بن شیبہ)

  تعجب ہے غافل پر (یعنی ایسے شخص پر جو خدا سے غافل رہ کر زندگی بسر کرتا ہے) حالانکہ اس سے غافل نہیں رہا جاتا (یعنی اللہ کی نظر سے وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اوجھل نہیں ہوتا) اور تعجب ہے طالب دنیا پر حالانکہ موت اس کے پیچھے لگی ہوئی ہے اور تعجب ہے اس پر جو ہنستا رہتا ہے اور اپنی ہنسی میں انتہا کر دیتا ہے حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ کس بات پر ہنس کر اس نے خدا کو راضی کیا یا اسکو ناراض کر دیا۔
- وَاللّٰہِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَ لَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا۔ (ابو ذر غفاری مستدرک حاکم)

  اللہ کی قسم اگر تم وہ کچھ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔
- اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ کُلَّ قَلْبٍ حَزِیْنٍ۔ (ابو درداء۔ طبرانی فی مسند شامیین)

  یقیناً اللہ تعالیٰ ہر غمگین دل سے (یعنی ہر ایسے دل سے جو خدا کی محبت میں غمگین رہتا ہے) محبت کرتا ہے۔
- خَیْرُ الْعَمَلِ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْیَا وَ لِسَانُکَ رَطْبٌ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔ (مالک بن یخامر خلق افعال العباد للبخاری)

  بہترین عمل یہ ہے کہ تو دنیا سے اس حالت میں رخصت ہو کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہتی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مبارک رؤیا

FRIDAY THE 10TH (جمعہ کی دسویں)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات جمعہ سے اقتباسات

بار بار پوری ہونے والی رؤیا

ترتیب: مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض اللہ تعالیٰ پر کامل یقین اور زندہ تعلق پیدا کرنا تھا۔ آپ نے بڑی تحدی کے ساتھ دنیا کے سامنے ایک خدا کا ایسا وجود جو حی و قیوم خدا ہے پیش کیا۔ آپ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

"وہی خدا ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی۔ جس نے میرے لئے زبردست نشان دکھلائے۔ جس نے مجھے اس زمانہ کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ جو شخص اس پر ایمان نہیں لاتا۔ وہ سعادت سے محروم اور خذلان میں گرفتار ہے۔ ہم نے اپنے خدا کی آفتاب کی طرح روشن وحی پائی۔ ہم نے اسے دیکھ لیا کہ دنیا کا وہی خدا ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔ کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے جس کو ہم نے پایا۔ کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے جس کو ہم نے دیکھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ مگر وہی جو اس کی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے۔ سو جب تم دعا کرو تو ان جاہل نیچریوں کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانون قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی مہر نہیں۔ کیونکہ وہ مردود ہیں ان کی دعائیں ہرگز قبول نہیں ہونگی۔ وہ اندھے ہیں نہ سوجاکھے۔ وہ مُردے ہیں نہ زندے۔ خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ قانون پیش کرتے ہیں اور اس کی بے انتہا قدرتوں کی حد بست ٹھہراتے ہیں اور اس کو کمزور سمجھتے ہیں ....

ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس کے ہو گئے ہیں۔ وہ غیروں پر جو اس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے صادق وفادار نہیں ہیں۔ وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت

ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائیگا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں........

خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں........"

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد نمبر۱۹ صفحہ ۲۰۔۲۲ الشرکتہ الاسلامیہ لیمٹڈ ربوہ ۲۳ ستمبر ۱۹۶۶ء)

حضرت اقدس ؑ نے براہین احمدیہ میں دین حق اور قرآن کے زندہ خدا کو پیش فرمایا اس کے ثبوت کے طور پر اپنے الہامات کشوف و رؤیا جو پورے ہوئے جن کے گواہ قادیان کے ہندو آریہ بھی تھے۔ ان کے نام درج فرمائے۔ اور آپ نے ۱۸۸۲ء میں دنیا کے بڑے بڑے لوگوں علماء۔ پنڈتوں۔ پادریوں کو نشان نمائی کی دعوت دی کہ کوئی نشان دیکھنا چاہتے ہوں تو قادیان آکر قیام فرمادیں اور اگر دو سال تک کوئی نشان نہ دکھلا سکوں تو اس کا ہرجانہ ادا کروں گا اس سلسلہ میں بعض افراد کے ساتھ بات چلی مگر مکمل نہ ہو سکی۔

مسلمانوں میں بھی ایسا نو تعلیمافتہ طبقہ پیدا ہو چکا تھا جو دین کے عقائد معتقدات کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنا چاہتا تھا اور مغربی فلسفے کی نظر سے دین کا ناقدانہ جائزہ لے رہا تھا اور دین کو عقل اور سائنس اور مغربی فلسفے کے مطابق ڈھالنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ اس کی نمائندگی سرسید احمد خانؒ اور ان کے پیروکار (جو نیچری کہلاتے تھے) کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ۔ توضیح مرام۔ ازالہ اوہام۔ آئینہ کمالات اسلام۔ برکات الدعا وغیرہ کتب میں ان کا ردّ فرمایا۔ اور اپنی بعض پیشگوئیوں جو قبل از وقت ہزاروں لاکھوں میں مشتہر ہو چکی تھیں پوری ہوئیں۔ ان کو اپنی صداقت کا نشان قرار دیا۔ جو دراصل اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے جو انسان کی راہنمائی کرتا ہے اور اُس کی تضرّعات کو سنتا اور اُس کی دعاؤں کو پایہ قبولیت بخشتا ہے۔

جماعت احمدیہ کے خلفا اپنے اپنے وقتوں میں اپنے کشوف و رؤیا بیان کرتے رہے اور ان کے پورا ہونے پر زمانہ اپنی صداقت کی مہریں ثبت کرتا رہا۔ جس سے جماعت احمدیہ میں حیّ و قیّوم اور زندہ خدا کا محکم عقیدہ مضبوط تر ہوتا رہا۔ حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفتہ المسیح الاول ...... کے بہت سے رؤیا و کشوف اور الہامات جن کو آپ نے مناسب سمجھا اپنے خطبات وتقاریر اور درس القرآن میں بیان فرمایا۔ حضرت مرزا بشیرالدین

محمود احمد المصلح الموعود...... جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ان کی پیدائش سے قبل بتایا تھا کہ "نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے" کے بہت سے رؤیا وکشوف کا ایک ضخیم مجموعہ رؤیا وکشوف کے نام سے شائع ہو چکا ہے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ؒ نے بھی خطبات وتقاریر اور مجالس میں اپنے رؤیا وکشوف اور الہام بیان فرمائے۔

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق کے بہت سے واقعات بیان فرمائے ہیں بہت سے رؤیا وکشوف جن کو آپ نے جماعت کے سامنے بیان کرنا مناسب سمجھا آپ کے خطبات و تقاریر میں شائع ہوئے یہاں پر ایک عظیم الشان رؤیا کا ذکر کرنا مقصود ہے جو FRIDAY THE 10TH کے نام سے معروف ہے۔ اور جیسا کہ رؤیا میں ۱۰ کا عدد بار بار چمکتا ہوا دکھایا گیا ہے یہ رؤیا بار بار پوری ہوئی ہے جس میں سے چند کا ذکر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں ہی پیش خدمت ہے۔

رؤیا فرائی ڈے دی ٹینتھ FRIDAY THE 10TH

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ۲۸۔ دسمبر ۱۹۸۴ء میں فرمایا :-

"دو تین دن پہلے کی بات ہے بعض اطلاعات کے نتیجہ میں شدید بے چینی اور بے قراری تھی۔ ظہر کے بعد میں ستانے کے لئے لیٹا ہوں تو میرے منہ سے جمعہ جمعہ کے الفاظ نکلے اور ساتھ ہی ایک گھڑی کے ڈائل پر جہاں دس کا ہندسہ ہے وہاں نہایت ہی روشن حروف میں دس چمکنے لگا۔ یہ کوئی خواب نہ تھا بلکہ عالم بیداری میں ایک کشفی نظارہ تھا اور وہ جو دس دکھائی دے رہا تھا باوجود اس کے کہ وہ دس کے ہندسے پر دس تھا جو گھڑی کے دس ہوتے ہیں لیکن میرے ذہن میں وہ دس تاریخ آ رہی تھی اور میں انگریزی میں کہہ رہا تھا FRIDAY THE 10TH اور ویسے وہ گھڑی تھی اور گھڑی پر دس کا ہندسہ تھا۔ پس یہ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کون سا جمعہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ روشن نشان عطا فرمانا ہے مگر ایک دفعہ یہ واقعہ نہیں ہوا۔ ہر دفعہ یہ ہوا ہے کہ جب بھی جماعت کے متعلق شدت کی پریشانی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلسل خوش خبریاں عطا فرمائیں۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ سالانہ نمبر ۱۹۹۸ء)

FRIDAY THE 10TH کی مختلف تعبیریں ---- سورہ جمعہ سے تعلق

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ مئی ۱۹۸۵ء میں فرمایا:-

"جمعہ اور خوشخبریوں کی باتیں ہو رہی تھیں اس ضمن میں مجھے یاد آیا کہ یہ جمعہ اتفاق سے ایسا ہے کہ دس

تاریخ کو ہو رہا ہے یعنی آج مئی کی دس تاریخ ہے اور جمعہ بھی ہے اور جب میں یورپ کے سفر پر تھا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک کشفی نظارہ دکھایا تھا کہ سامنے ایک گھڑی ہے جس پر صرف دس کا عدد بہت نمایاں اور روشن ہے اور وہ جمعہ کا دن ہے اور جس روز یہ نظارہ دیکھا وہ بھی (اب مجھے EXACT یاد نہیں) جمعہ کا دن تھا یا ایک دن پہلے کی بات ہے مگر بہر حال میری زبان پر یہ جاری ہوتا ہے FRIDAY THE 10TH اس سے مراد بظاہر تو تاریخ لگتی ہے اور گھڑی پر تاریخ تو نہیں لکھی گئی بلکہ وہ تو گیارہ سے پہلے دس کا جو مقام ہوتا ہے عین اسی مقام پر دس کا عدد روشن ہے جو تاریخ کے طور پر نہیں بلکہ وقت کے طور پر ہے لیکن میں کہہ کیا رہا ہوں اس پر اختیار نہیں تھا۔ یعنی باوجود اس کے کہ ذہن اس حد تک کام کر رہا تھا کہ اس وقت یہ پتہ تھا کہ یہ گھڑی کا ہندسہ ہے تاریخ نہیں ہے لیکن منہ پر جو الفاظ جاری تھے ان پر کوئی اختیار نہیں تھا۔ اور میں یہ کہہ رہا تھا کہ FRIDAY THE 10TH اس وقت اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ جماعت کے لئے بہت بڑی خوشخبری عطا کی جا رہی ہے۔ بہر حال میں نے اس کا ذکر خطبہ میں کیا تو مختلف رنگ میں اس کی تعبیریں کی جانے لگیں۔ اول تو خود مجھے بھی تعجب تھا کہ اگر تاریخ مراد ہو تو پھر گھڑی پر دس کے عدد کے طور پر کیوں بتائی گئی ہے لیکن دل میں یہ تسلی تھی کہ اللہ تعالیٰ جب بھی اس کی تعبیر ظاہر فرمائے گا اس وقت بات سمجھ میں آجائے گی لیکن اس وقت سے لے کر اب تک جماعت کی طرف سے مختلف رنگ میں مسلسل اس کی تعبیریں ہو رہی ہیں اور بعض لوگ تو اپنی تعبیر پر ایسی بنا کرتے ہیں کہ شرطیں تک لگا دیتے ہیں اور پھر مجھے بھی لکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ میں پھر ان کو جواباً لکھتا ہوں کہ خدا کا خوف کرو جس کو خدا نے نظارہ دکھایا ہے اس کو تو معین طور پر وضاحت نہیں بتائی کہ اس سے کیا مراد ہے اور تمہیں اتنا یقین ہو گیا ہے کہ آگے سے شرطیں باندھنے لگے ہو مگر ہر مزاج کے لوگ ہوتے ہیں۔"

کشف کی مختلف تعبیریں

"بہر حال اس کی مختلف تعبیریں جو مجھ تک پہنچی ہیں ان میں سے چند قابل ذکر میں آپ کو بتاتا ہوں۔ جب ہم دورہ سے واپس آرہے تھے تو جلنگھم میں قیام کے دوران ایک گھر میں ایک صاحب نے اپنی ایک رؤیا بتائی جس میں خدا تعالیٰ نے چاند کی دسویں کی خوشخبری دی ہوئی تھی تو اس نے کہا کہ جب مجھے کسی عزیز نے فون پر یہ اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ کشفی نظارہ دکھایا ہے تو مجھے اپنی رؤیا یاد آگئی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے چاند کی دسویں تاریخ مراد ہے نہ کہ انگریزی مہینوں کی۔ میں نے ان سے کہا کہ ٹھیک ہے آپ بے شک یہ مراد لیں کیونکہ خدا نے آپ کو ایک رویا دکھائی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا تعلق اس سے ہو لیکن جب تک خدا تعالیٰ یہ تعبیر نہ فرمادے اس وقت تک ہم یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن ایک بات بہر حال یقینی ہے کہ خدا تعالیٰ جب جماعت کے لئے خوشخبری دکھائے گا تو وہ اتنی نمایاں اور

روشن ہو گی کہ دیکھنے والے کو نظر آئے گا کہ ہاں یہ بات پوری ہو گئی۔ پھر بعض لوگوں نے مجھے خط لکھا کہ ہم نے حساب کیا ہے یہ تاریخ مئی کی دسویں بنتی ہے یعنی آج۔ تو میں نے کہا کہ اللہ آپ کی زبان مبارک کرے اگر یہی دسویں ہو تو میرے لئے اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ یہ کشف جلدی پورا فرما دے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے تو سال نہیں بتایا صرف تاریخ ہی بتائی ہے تو خدا کرے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ اسی مئی کی دسویں کو وہ خوشخبری کا دن بنا دے۔ لیکن جہاں تک نظارے کا تعلق ہے میں نے جو دیکھا بعینہٖ وہی آپ کو کھول کر بتا دیا ہے۔ اس سے کیا مطلب ہے اس کی تعبیر کیا ہو سکتی ہے یہ سوچنے والی باتیں ہیں لیکن تعبیر پر بنا رکھتے ہوئے کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی تعبیر کے تعلق میں کسی نے یہ لکھا کہ سال کا نہ ہونا ایک انتظار کا پہلو بھی رکھتا ہے۔ دیکھئے جتنے دماغ ہیں وہ مختلف رنگ میں کام کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے لکھا کہ مجھے تو یہ ڈر ہے کہ آپ کی واپسی پر کئی سال لگیں گے ورنہ خدا تعالیٰ جس طرح بعض اوقات بتا دیتا ہے کہ چند سالوں میں یہ واقعہ ہو گا یا فلاں سال میں ہو گا اس کی بجائے دن بتا رہا ہے اور سال کا اخفا رکھ لیا ہے تو یہ طریق ہے یہ بتانے کا۔ کہ ابھی کچھ وقت لگے گا تا کہ صدمہ نہ پہنچے۔ اس لئے بڑی حکمت اور نرمی سے آپ کو بتایا گیا ہے جس طرح کہ ایک پیار کرنے والی ماں بچے کو کوئی خبر دیتی ہے اسی طرح آپ کو یہ خبر دی گئی ہے لیکن اخفا کے ساتھ۔ اب ایک دماغ اس طرف بھی چلا گیا جو سب سے زیادہ دلچسپ اور عرفان کا پہلو رکھنے والی تعبیر مجھے ملی ہے۔ وہ لاہور کے ایک دوست کی ہے جو بڑے ذہین اور فہیم انسان ہیں اور ایسے معاملات پر غور کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے مجھے یہ لکھا کہ میں نے بہت غور کیا ہے اور میری توجہ اسطرف گئی ہے کہ یہاں نہ ظاہری تاریخ کا ذکر ہے اور نہ ظاہری جمعہ کا ذکر بلکہ سورۃ جمعہ کا ذکر ہے اور سورۃ جمعہ کی دسویں آیت بتائی گئی ہے۔"

"FRIDAY انگریزی میں جمعہ کا نام ہے اور THE 10TH 'verse کو بھی کہہ سکتے ہیں اور چونکہ سورۃ جمعہ بارہ آیات پر مشتمل ہے اس لئے یہ گھڑی کے ساتھ عین مطابقت کھاتی ہے کیونکہ اس کے بھی بارہ اعداد ہوتے ہیں اور اگر دسویں آیت دکھانی مقصود ہو تو توجہ مبذول کروانے کے لئے گھڑی کا دسواں حصہ روشن دکھایا جائیگا۔ تو انہوں نے کہا یہ باقاعدہ ٹیلی کر رہا ہے ورنہ گھڑی کی صورت میں تاریخ دکھانے کی کوئی سمجھ نہیں آتی۔ اگر تاریخ مراد ہو تو ایک تعبیر یہ بھی کی گئی۔ میں نے جب غور کیا تو اس میں مجھے کافی گہرائی نظر آئی ہے اگرچہ آپ کی طرح میری خواہش بھی یہی ہے کہ کسی معین تاریخ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی نشان ظاہر ہو اور پھر اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ ان لوگوں کے لئے بھی جو کم فہم ہیں اور ظاہری چیزوں کو دیکھنا چاہتے ہیں ہدایت کو قبول کرنے کا رستہ پیدا کر دے۔ یہ خواہش تو میری بھی ہے اور تعبیر کا یہ پہلو بھی قابل غور ضرور ہے کیونکہ بعض دفعہ خدا تعالیٰ ایک خوشخبری کو ایک سے زیادہ رنگ میں بھی پورا کر دیتا ہے۔ بہرحال جب میں

نے غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ سورۃ جمعہ کے ساتھ تو جماعت احمدیہ کا بہت گہرا تعلق ہے اتنا گہرا تعلق ہے کہ کسی اور سورۃ سے جماعت احمدیہ کا براہ راست اتنا گہرا تعلق نہیں ہے کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا ذکر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ پوری ہوئی۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْابِھِمْ کا ذکر ہے ان آخرین کا جو صحابہ سے نہیں ملے تھے لیکن ایک دن انہوں نے مل جانا تھا اس مضمون کا ذکر ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں بیان فرماتے ہیں۔

"..... سے ملا جب مجھ کو پایا"

اس مصرعہ کی بنیاد بھی اسی سورہ جمعہ پر ہے۔

سورۃ جمعہ کا احمدیت سے گہرا تعلق

چنانچہ جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ سورۃ جمعہ تو جماعت احمدیہ کے ساتھ بہت گہرا تعلق رکھتی ہے۔ نہ صرف ایک عام تعلق بلکہ کئی رنگ میں تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے اگر FRIDAY THE TENTH میں FRIDAY سے سورۃ جمعہ مراد ہو اور THE 10TH سے دسویں آیت مراد ہو تو یہ کوئی بعید کی بات نہیں ہے۔ کوئی ذوقی نکتہ نہیں بلکہ ایک گہرا اور عارفانہ نکتہ ہے۔ اور سورۃ جمعہ کے تعلق کو آپ دیکھیں تو اس سلسلہ میں سب سے پہلے آپ کو لفظ جمعہ پر غور کرنا ہوگا۔ جمعہ دراصل اجتماع یعنی اکٹھے ہونے کو کہتے ہیں۔ اس میں جمع کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یہ وہ سورۃ ہے جس میں کئی قسم کی "جمعیں" اکٹھی ہو گئیں اور جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے جمعہ کے ساتھ فضل بھی وابستہ ہیں اور وہ فضل کیا کیا ہیں؟ اس کی ادنیٰ شکلیں بھی خدا تعالیٰ نے سورۃ جمعہ میں بیان فرما دی ہیں اور اعلیٰ شکلیں بھی۔ اور یہ سورۃ ان سارے فضلوں کو بھی جمع کرنے والی ہے۔ اس میں جمع کی کئی شکلیں موجود ہیں مثلاً وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ کا ایک عام معنی یہ ہے کہ جب تجارت چھوڑ کر خدا کے ذکر کے لئے اکٹھے ہو تو ذکر کے بعد دوبارہ تجارتیں شروع کر دو تو تمہیں ان میں فائدہ پہنچے گا۔ اللہ فضل عطا فرمائیگا۔ اور ایک اور فضل کا بھی اس میں ذکر ہے۔ یہ انتہائی فضل ہے جسے فضل نبوت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ بعثت ثانیہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ"

یہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا ذکر ہے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہو گا اور وہ فضل جسے چاہیگا عطا فرمائیگا اور خدا تعالیٰ عظیم فضلوں والا ہے۔ پس فضل کے دونوں کنارے بیان فرما دیئے۔"

ایک بہت بڑا طوفان جو کراچی کے ساحل تک پہنچنے سے قبل مڑ گیا۔

دس رمضان المبارک بروز جمعہ

بمطابق ۳۱ مئی ۱۹۸۵ء کے خطبہ جمعہ میں حضور نے اس غیر معمولی واقعہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے۔ میں نے سوچا کہ میں اہل وطن کو اس خطرہ سے متنبہ کروں۔ لیکن آج صبح ایک ایسا واقعہ ہوا جس کے پیش نظر میں اس مضمون کو سر دست آئندہ خطبہ کے لئے اٹھا رکھتا ہوں اور آج رونما ہونے والے واقعہ کے متعلق مطلع کرتا ہوں۔

آج صبح تہجد کے وقت فون کی گھنٹی بجی تو پتہ چلا کہ کراچی سے فوری ٹیلی فون ہے جس میں یہ بتایا گیا کہ کراچی میں محکمہ موسمیات (جس میں بین الاقوامی ماہرین موسمیات بھی شامل ہیں) کی طرف سے ایک ایسی تنبیہہ کی گئی ہے جو عام طور پر پاکستان کے جغرافیائی حالات میں نہیں کی جاتی اور اس لحاظ سے یہ ایک غیر معمولی واقعہ ہے اور وہ یہ کہ پاکستان میں کراچی کے ساحل کی طرف ایک نہایت ہی خوفناک سمندری طوفان بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے جس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن صبح دس بجے وہ کراچی کے ساحلی علاقے کو HIT کرے گا۔ اس قسم کے سمندری طوفان مشرقی بنگال میں تو آتے رہتے ہیں اور وہ لوگ ان سے واقف بھی ہیں۔ ایسے طوفانوں میں لکھوکھہا جانیں ضائع اور اربوں کی جائیدادیں تلف ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن کراچی کے ساحلی علاقوں کے لئے یہ ایک بالکل اجنبی اور انوکھا واقعہ تھا اس لئے تمام نیوی کو ALERT (الرٹ) کر دیا گیا۔ شہری دفاع کے تمام ادارے اور رضا کار اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ رات کے پچھلے حصے اور صبح کے پہلے حصے میں ساحلی علاقوں سے آبادی کا انخلا ہوا۔ خصوصاً ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی سے جو بہت دور دور تک پھیلی پڑی ہے۔ اس کے کئی PHASES ہیں۔ اس میں لاکھوں آدمیوں کا انخلا کروایا گیا۔ ڈیفنس کی نصف سے زائد آبادی اپنے مکان خالی کر گئی اور اتنی افراتفری میں یہ واقعہ ہوا کہ کسی کو اپنا سامان لے جانے کی بھی ہوش نہ تھی۔ چنانچہ اس اطلاع کے بعد صبح جب ایک احمدی گھرانے سے ٹیلی فون پر میرا رابطہ قائم ہوا تو انہوں نے اس طوفان کا نقشہ کھینچنے کے لئے ایک بڑا دلچسپ واقعہ بتایا۔ انہوں نے کہا ہمیں جب اطلاع ملی کہ فوراً نکلو تو اس اطلاع میں اتنی PANIC تھی کہ ہم بغیر کسی چیز کے باہر نکلے تو میری چھوٹی بچی نے کہا: حضرت صاحب کے خط رہ گئے ہیں وہ تو لیتے جائیں۔ کہتے ہیں کہ ہم واپس دوڑے اور وہ خط لے لئے کہ اور کچھ لے جاسکیں یا نہ لے جا سکیں یہ خط محفوظ رہ جائیں۔ یہ وہ کیفیت تھی جس میں آبادی کا انخلا عمل میں آیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور پیشتر اس کے کہ یہ طوفان کراچی میں دور دور تک پھیلے ہوئے ساحلی علاقوں میں تباہی مچاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا رخ پھیر دیا اور یہ بلا ٹل گئی۔

غیر معمولی اہمیت کا واقعہ

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے اس واقعہ کو ایک غیر معمولی اہمیت بھی حاصل ہو گئی۔ کراچی کی جماعت خاص طور پر اس لئے بھی پریشان تھی کہ اگرچہ آج یہاں جمعہ کا دن رمضان کی گیارہویں تاریخ ہے لیکن پاکستان میں جمعہ کا دن آج رمضان کی دسویں تاریخ ہے اور اس سے پہلے ایک خطبہ میں جو میں نے گلاسکو میں دیا تھا۔ اس میں بھی میں نے جماعت کو مطلع کیا تھا کہ بعض ایسی رویا معلوم ہوتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے FRIDAY THE 10TH کا جو کشفی نظارہ دکھایا تھا اس کا تعلق بعید نہیں کہ چاند کی راتوں سے ہو۔ چنانچہ اس خطبہ کے بعد اس عرصہ میں پاکستان سے ایک دوست ڈاکٹر طارق صاحب نے ایک اور عجیب اور بڑی دلچسپ رؤیا لکھ کر بھجوائی۔ اس کا بھی اس سے تعلق معلوم ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک رات میں بہت ہی پریشان ہوا اور خدا کے حضور بہت رویا اور دعائیں کیں کہ ابتلا کے یہ دن کب کٹیں گے اور کیا ہونا ہے کچھ تو پتہ لگے۔ کہتے ہیں میں نے اس رات رؤیا میں جو نقشہ دیکھا ہے اس کی مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی کہ یہ ہے کیا؟ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو رؤیا کی تعبیریں بتا دیتا ہے اور آپ کا تعلق ہے جماعت کے معاملات سے اس لئے میں آپ کو لکھ رہا ہوں۔ چنانچہ وہ رؤیا یہ تھی کہ ایک کاغذ پر ایک طرف ایک چوکھٹا بنا ہوا ہے اس کے اوپر کی طرف دس کا ہندسہ لکھا ہوا ہے اور نیچے قمر لکھا ہوا ہے اور بائیں طرف ایک لمبا چوکھٹا ہے اور اس کے اندر تاریخیں لکھی ہوئی ہیں یا ہندسے لکھے ہوئے ہیں اور اکتیس پر جا کر وہ شمار ختم ہو جاتا ہے اور اکتیس کا ہندسہ نمایاں چمک رہا ہے۔ انہوں نے اس کی کوئی تعبیر نہیں لکھی اور نہ ان کا ذہن اس طرف گیا مگر چونکہ FRIDAY THE 10TH والے کشف سے مجھے اس کا تعلق معلوم تھا۔ اس لئے واضح طور پر مجھے یہ سمجھ آئی کہ ۳۱۔ مئی کو چاند کی دسویں تاریخ ہے اور دن جمعہ کا ہے اور اس جمعہ کے روز کوئی ایسا واقعہ رونما ہونے والا ہے جس کا تعلق اس کشف سے بھی ہے اور اس رؤیا سے بھی ہے۔ چنانچہ اس خیال سے میں نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو پہلے ہی متوجہ کر دیا تھا وہ نظر رکھیں کہ ۱۰۔ رمضان کو کیا غیر معمولی واقعہ پیش آتا ہے۔ ہمارے عزیز سیفی خود ساری رات بیٹھے رہے اور ریڈیو چلا کر خبریں سنتے رہے لیکن عجیب واقعہ ہوا کہ جو فون ان کے نام آنا تھا وہ غلطی سے میرے نام آگیا اور یہ اطلاع پہلے مجھے ملی بجائے اس کے کہ ان کو ملتی۔" (جاری)

تصحیح کتابت

شمارہ ماہ مارچ ۱۹۹۹ء کے صفحہ ۷ "فارسی منظوم کلام" میں پہلے شعر کے مصرعہ اول کایں کی بجائے کیں ہے۔ یہ مصرعہ اس طرح پڑھا جائے۔ "آں خدا کیں عاجزے راچیدہ است" قارئین درستی فرمالیں۔ (ایڈیٹر)

"قدرت ثانیہ" کا مبارک نظام

از مکرم مولانا محمد صدیق صاحب فاضل گورداسپوری

سورہ نور کی آیت استخلاف میں خدا تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ اگر تم ایمان لانے کے بعد مناسب حال عمل کرتے رہے تو جس طرح پہلی قوموں کو خلافت کی نعمت عطا کی گئی تھی اس طرح تمہیں بھی اس نعمت سے نوازا جائے گا۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی اس سنت قدیم کے مطابق ہی اپنے بعد نظام "قدرت ثانیہ" کی خبر دی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس دوسری قدرت کو ظاہر فرما کر غلبہ حق کے سامان پیدا کرے گا اور مومنوں کے خوف کی حالت کو امن و سکینت سے بدل دے گا۔ پس یہ مبارک نظام ایک نعمت عظمیٰ ہے اس نعمت عظمیٰ کی خوشخبری دیتے ہوئے حضرت اقدس ؑ نے فرمایا کہ میرے بعد قدرت ثانیہ قائم ہوگی جو قیامت تک منقطع نہیں ہوگی۔ آپ فرماتے ہیں:

> "سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ ساتھ رہے گی" (رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵)

نظام خلافت، نبوت کے اغراض و مقاصد پورا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور خدا تعالیٰ کی یہ سنت اس طرح پر واقع ہوئی ہے کو خدا تعالیٰ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد فرماتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی تو انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں ہوتی بلکہ قدرت ثانیہ یعنی خلافت کے ذریعہ ان مقاصد کو جو کسی طور نا تمام رہ گئے تھے تکمیل

تک پہنچاتا ہے اسی لئے خلافت کو قدرت ثانیہ کا نام دیا جانا بھی اپنے اندر غیر معمولی حکمت رکھتا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو اس نعمت عظمیٰ سے نوازا ہے تا اس بابرکت نظام کے ذریعہ دین کو استحکام اور تمکنت حاصل ہو اور مومنوں کے قلوب کو سکون اور اطمینان حاصل ہو چنانچہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے تو خیال کیا گیا کہ شاید اب جماعت کا تار پود بکھر جائے گا مگر خدا تعالیٰ نے یہ نظام قائم کر کے اپنی سنت سے ثابت کر دیا کہ الٰہی سلسلہ مامور من اللہ کی وفات کے بعد ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اس کا مشن جاری رہتا ہے اور قدرت ثانیہ کے ذریعہ اسے مزید ترقی نصیب ہوتی ہے چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال سے اس روشنی نے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی تھی چمکنا بند نہیں کر دیا حضور کا وصال تو ہو گیا لیکن وہ روشنی اپنی جگہ قائم ہے اور ماحول کو باقاعدہ اور مسلسل منور کر رہی ہے اور مردوں اور عورتوں کو ان کی حقیقی منزل کی طرف راہنمائی کر رہی ہے .... روشنی چمک رہی ہے اور اس کی شعاعیں حضور کے خلفاء کے ذریعہ اکناف عالم میں پہنچ رہی ہیں ان خلفاء کو چھوڑ کر نہ کہیں روشنی ہے نہ حقیقی راہنمائی"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ اپریل ۱۹۷۰ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مولانا حکیم نور الدین ...... کو خدا تعالیٰ نے قدرت ثانیہ کے مظہر کی حیثیت سے مسند امامت پر متمکن فرمایا اور جماعت کے غم و الم اور خوف و ہراس کو سکون و اطمینان اور امن و آشتی سے بدل دیا۔ جب بعض لوگوں نے اس مبارک نظام کے بارہ میں بعض غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کی تو آپ نے اس مسئلہ کی اس شان کے ساتھ وضاحت فرمائی کہ مخالفین کی سب سازشیں ناکام ہو گئیں۔ آپ نے فرمایا:۔

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے اگر کوئی کہے کہ مجھے انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں تم ان سے بچو پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے"۔ (الحکم ۲۱ جون ۱۹۱۲)

پھر جب ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول ...... ہزاروں احمدیوں کو سوگوار چھوڑ کر خدائے واحد و یگانہ کے حضور حاضر ہو گئے تو خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ...... کو منصب امامت پر سرفراز فرما کر ایک بار پھر جماعت احمدیہ کو ایک ہاتھ پر متحد کر دیا آپ کی قیادت پر جماعت کے ایک گروہ نے اعتراض کیا کہ ایک بچہ کو قیادت جیسے اعلیٰ مقام پر فائز کر دیا گیا ہے مگر خدا تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے ثابت کر دیا کہ آپ ہی

اس بلند منصب کے حقیقی مستحق اور اہل تھے اور اللہ تعالیٰ کا سایہ آپ کے سر پر تھا۔ آپ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوئے۔ قوموں نے آپ سے برکت پائی اور دنیا کے کناروں تک آپ نے شہرت پائی پھر تحریک جدید اور دیگر تحریکات جاری فرما کر آپ نے اشاعت دین کی ایک مضبوط بنیاد قائم فرما دی۔ حقیقت یہی ہے کہ خلیفہ بنانا کسی انسان کا کام نہیں۔ خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس مقدس منصب پر سرفراز فرماتا ہے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

> "میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے ...... اور میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں جو زمین و آسمان کا مالک ہے اور جس کی جھوٹی قسم لعنت کا باعث ہوتی ہے اور جس کی لعنت سے کوئی جھوٹا شخص نہیں بچ سکتا کہ میں نے کبھی کسی آدمی کو نہیں کہا کہ مجھے خلیفہ بنانے کی کوشش کرو اور نہ کبھی خدا تعالیٰ کو میں نے یہ کہا کہ مجھے خلیفہ بنائیو۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس کام کے لئے اپنے فضل سے چن لیا ہے تو میں کس طرح اسے ناپسند کرتا۔"

(تقریر ۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء الفضل ۲۵ مئی ۱۹۷۴ء)

آپ کا ۵۲ سالہ دور خلافت اس بات پر شاہد ناطق ہے کہ کس طرح اندرونی اور بیرونی فتنوں نے سر اٹھایا۔ احمدیت کو مٹانے کی کیسی کیسی سازشیں کی گئیں۔ مخالفت کی آندھیاں چلیں۔ مگر یہ سب فتنے خلافت کی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئے اور جماعت کو خدا تعالیٰ آپ کی قیادت میں شاندار ترقیات اور کامیابیوں سے نوازتا چلا گیا۔

پھر جب ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ...... جماعت کی نہایت کامیاب قیادت کے بعد محبوب حقیقی کے پاس حاضر ہو گئے تو ایک بار پھر جماعت کا اس مبارک نظام پر اجماع ہوا اور خلافت ثالثہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کی خوشیاں پامال کرتے ہوئے اپنے عاجز بندوں کی گریہ زاری کو سنا اور جماعت احمدیہ پر اپنے خاص فضل و احسان کی بارش برساتے ہوئے تمام احباب جماعت کو حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ہاتھ پر جمع کر دیا۔ آپ نے جماعت احمدیہ کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

> "احمدیت .... ایک جماعت ہے اور جماعت بھی ایسی کہ جس کی اللہ تعالیٰ نے خود بنیاد رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی راہنمائی کرتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ حقیقتاً تمام روشنی کا منبع ہے اس جماعت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی عظمت اور شان کو دوبارہ قائم کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ یہی جماعت' انسانیت کی امیدوں کا مرجع

ہے اور اس کے درخشندہ مستقبل کی ضمانت خلافت قدرت ثانیہ ہے ...... یہ بات تو واضح ہے کہ مہدی علیہ السلام جسمانی طور پر ہمیشہ تو نہیں رہ سکتے تھے لیکن خلافت رہ سکتی ہے۔ دراصل خلافت ...... ان برکات کے تسلسل کا نام ہے جو مہدی معہود دوبارہ دنیا میں لائے تھے اب اللہ کی مشیئت نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ جانشین کی بھاری ذمہ داریاں میرے کمزور کندھوں پر ڈالدی جائیں"۔

(الفضل ۱۴ مئی ۱۹۷۰)

پھر خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات کے بعد ۱۰ جون ۱۹۸۲ء کو خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مقام خلافت پر سرفراز فرمایا اور تب سے لے کر آج تک آپ بڑی شان کے ساتھ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ اس عظیم جماعت کے عظیم سربراہ کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں آپ کے دور امامت کی ابتدا میں ہی ایک نہایت ہی پر آشوب وقت آیا جب جماعت کو ملیامیٹ کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ مگر خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ہاتھ اس مبارک نظام پر تھا اس نے مخالفین کے منصوبے کو ناکام و نامراد کر دیا اور قدرت ثانیہ کے اس چوتھے مظہر کے ذریعہ احمدیت کو شاندار ترقیات سے نوازا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی چلی گئی اور آج اکناف عالم کے ۱۶۶ ممالک میں احمدیت کا جھنڈا لہرا رہا ہے اور آسمان کی فضاؤں سے ہر روز جَآءَ الْمَسِیْحُ جَآءَ الْمَسِیْحُ کی ندا سنائی دے رہی ہے اور ایک عالم کا عالم احمدیت کی آغوش میں آتا ہوا نظر آ رہا ہے پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد بہ تمام و کمال پورا ہوا اس آسمانی نظام کے ساتھ وابستگی وحدت کی علامت جو جماعت احمدیہ کے لئے ایک نعمت عظمیٰ ہے جس کی برکت سے دعوت الی اللہ کا نظام جاری کیا گیا ہے اور سینکڑوں نوجوان اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف کر کے بیرون ملک میں جماعت کی تربیت اور دعوت الی اللہ میں کوشاں ہیں قرآن کریم کے تراجم اور تفاسیر متعدد زبانوں میں بکثرت اشاعت ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بیوت الذکر تعمیر ہو رہی ہیں اور وہ وقت قریب ہے جب دنیا کا چپہ چپہ اور بحر و بر اللہ تعالیٰ کے نور سے چمک اٹھیں گے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور ہماری آئندہ نسلوں کو اس مبارک نظام سے وابستہ رہنے اور جان و مال و عزت و آبرو کی قربانیاں دینے کی توفیق دے۔ آمین۔

خدا ہمارے ساتھ ہے

رواں دواں ہے کارواں، خدا ہمارے ساتھ ہے
قدم قدم پہ ہے نشاں، خدا ہمارے ساتھ ہے
کہیں نہ رک سکیں گے ہم کبھی نہ خوف کھائیں گے
اُٹھیں ہزار آندھیاں، خدا ہمارے ساتھ ہے
گھٹا مصیبتوں کی ہو، خطر خطر کا شور ہو
تڑپ رہی ہوں بجلیاں، خدا ہمارے ساتھ ہے
اُدھر وہ مائلِ ستم بصد سلاسل و تبر
اِدھر یقینِ عاشقاں، خدا ہمارے ساتھ ہے
اُدھر ہزار سیم و زر، جمال و حسنِ بام و در
اِدھر متاعِ بے کساں، خدا ہمارے ساتھ ہے
شمال ہو جنوب ہو کہ شرق و غرب کی حدیں
سمٹ کے آئینگے یہاں، خدا ہمارے ساتھ ہے

مسیحِ وقت کا چمن' روش روش بہار ہے
سنو کہ اب گئی خزاں' خدا ہمارے ساتھ ہے
مثالِ چشمۂ رواں گذر کے کوہسار سے
سجا رہے ہیں وادیاں' خدا ہمارے ساتھ ہے
عرب کے ریگزار ہوں' عجم کے مرغزار ہوں
گئے نہ ہم کہاں کہاں' خدا ہمارے ساتھ ہے
فرنگ کے بلاد میں' کلیسیا کے سامنے
سنا رہے ہیں ہم اذاں' خدا ہمارے ساتھ ہے
محمدی نظام ہے' ہمارا اک امام ہے
بفیضِ شاہِ دو جہاں خدا ہمارے ساتھ ہے

چوہدری شبیر احمد

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے انعامی چیلنج

مرتبہ: جاوید احمد جاوید مربی سلسلہ احمدیہ

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

قرآن کریم علوم و معارف کا بے بہا خزانہ ہے اور مختلف اوقات میں ان خزانوں سے بنی نوع انسان متمتع ہوتے چلے آرہے ہیں۔ قرآن کریم کا یہی دعویٰ سورۃ الحجر میں ہے

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ○ (آیت ۲۱)

کہ ہر نوع کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور ہم انہیں حسب حالات و ضرورت نازل کرتے ہیں۔

ہر زمانہ میں قرآن کریم کے یہ خزانے ظہور میں آتے رہے اور دنیا علوم و معارف کے جواہرات سے فیض یاب ہوتی رہی پھر آخری زمانہ میں مسیح آخر الزمان کے بارہ میں یہ پیشگوئی پائی جاتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دیگر اہم فرائض کے علاوہ

وَیَفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبَلُہٗ اَحَدٌ۔ (بخاری کتاب البیوع)

کہ وہ (مسیح موعود) اموال تقسیم کرے گا مگر انہیں کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہ حدیث معمولی لفظی تغیر یعنی یُعْطِی الْمَالَ حتّٰی لا یقبل کے ساتھ مسند احمد بن حنبل میں بھی موجود ہے۔

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنے دعویٰ کے ساتھ علوم و معارف کے وہ خزائن پیش کئے جنہیں ہر دو پہلوؤں سے قبول نہ کیا گیا۔

۱۔ علمی اور دینی حلقوں نے حضرت اقدس کی شدید مخالفت کی اور ان علمی خزانوں کو قبول کرنے سے انکار کیا

۲۔ حضرت اقدس نے اپنے علم کلام کی فوقیت کو اس طرح بھی ثابت کیا کہ مختلف مسائل پر انعامی چیلنجوں کا اعلان کیا مگر کسی کو انہیں قبول کرنے کی جرأت نہیں ہوئی اور نہ کوئی ان انعامات و اموال کو حاصل کر سکا۔ یہ انعامی چیلنج گذشتہ سو سال سے قائم ہیں اور کوئی بھی اہل علم ان چیلنجوں پر پورا نہ اترا اور نہ یہ بیش بہا انعامات لے سکا۔ اور دنیا بھر میں یہ ندائے حق گونج رہی ہے۔

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

یہ علوم معارف کے خزانے خدائے ذوالجلال کی طرف سے عطا ہوئے آپ نے فرمایا:

وَمَتَّعَنِیْ مِنْ فَیْضِہٖ لُطْفُ خَالِقِیْ فَاِنِّیْ رَضِیْعُ کِتَابِہٖ و مُخَفِّرٗ

خدا تعالیٰ کے لطف نے مجھے قرآن کریم کے فیض سے متمتع کیا اور میں اس کا شیر خوار ہوں اور اس کی حفاظت میں ہوں۔

پس یہ وہی فیض ہے جو یَفِیْضُ الْمَال کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور کوئی بھی اسے قبول کرنے کے لئے مدّمقابل نہ آیا۔ حضرت اقدسؑ کے اپنے الفاظ میں یہ انعامی چیلنج ہدیہ قارئین کئے جا رہے ہیں۔

O

منکرین حقانیت فرقان مجید و نبوت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

دس ہزار روپے کا انعامی چیلنج

"میں جو مصنف اس کتاب براہین احمدیہ کا ہوں یہ اشتہار اپنی طرف سے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ بمقابلہ جمیع ارباب مذہب اور ملت کے جو حقانیت فرقان مجید اور نبوت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہیں اِتمامًا لِلْحُجَّة شائع کر کے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب منکرین میں سے مشارکت اپنی کتاب کی فرقان مجید سے ان سب براہین اور دلائل میں جو ہم نے دربارہ حقیت فرقان مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اسی کتاب مقدس سے اخذ کر کے تحریر کیں ہیں اپنی الہامی کتاب میں سے ثابت کر کے دکھلاوے یا اگر تعداد میں ان کے برابر پیش نہ کر سکے تو نصف ان سے یا ثلث ان سے یا ربع ان سے یا خُمس ان سے نکال کر پیش کرے یا اگر بکلی پیش کرنے سے عاجز ہو تو ہمارے ہی دلائل کو نمبروار توڑ دے تو ان سب صورتوں میں بشرطیکہ تین منصف مقبولہ فریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کر دیں کہ ایفاء شرط جیسا کہ چاہئے تھا ظہور میں آگیا میں مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے و حیلتے اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل دے دونگا۔"

(براہین احمدیہ جلد اول۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۴ تا ۲۸)

O

سرمہ چشم آریہ کے دلائل کا ردّ لکھنے پر پانسو روپیہ کا انعام

"یہ کتاب یعنی سرمہ چشم آریہ بتقریب مباحثہ لالہ مرلیدھر صاحب ڈرائنگ ماسٹر ہوشیار پور جو عقائد باطلہ وید کی بکلی بیخ کنی کرتی ہے اس دعوٰی اور یقین سے لکھی گئی ہے کہ کوئی آریہ اس کتاب کا رد نہیں کر سکتا کیونکہ سچ کے مقابل پر جھوٹ کی کچھ پیش نہیں جاتی اور اگر کوئی آریہ صاحب ان تمام وید کے اصولوں اور اعتقادوں کو جو اس کتاب میں ردّ کئے گئے ہیں سچ سمجھتا ہے۔ اور اب بھی وید اور اس کے ایسے اصولوں کو ایشر کرت ہی خیال کرتا ہے تو اس کو اسی ایشر کی قسم ہے کہ اس کتاب کا ردّ لکھ کر دکھلاوے اور پانسو روپیہ انعام پاوے یہ پانسو روپیہ بعد تصدیق کسی ثالث کے جو کوئی پادری یا برہمو صاحب ہونگے دیا جائیگا اور ہمیں یہاں تک منظور ہے کہ اگر منشی جیونداس صاحب سیکرٹری آریہ سماج لاہور جو اس گردو نواح کے آریہ صاحبوں کی نسبت سلیم الطبع اور معزز اور شریف آدمی ہیں بعد ردّ چھپ جانے اور عام طور پر شائع ہو جانے کے مجمع عام مسلمانوں اور آریوں اور معزز عیسائیوں وغیرہ میں معہ اپنے عزیز فرزندوں کے حاضر ہوں اور پھر اٹھ کر قسم کھا لیں کہ ہاں میرے دل نے بہ یقین کامل قبول کرلیا ہے کہ سب اعتراضات رسالہ سرمہ چشم آریہ جن کو میں نے اول سے آخر تک بغور دیکھ لیا ہے۔اور خوب توجہ کرکے سمجھ لیا ہے۔ اس تحریر سے رد ہو گئے ہیں۔اور اگر میں دلی اطمینان اور پوری سچائی سے یہ بات نہیں کہتا تو اس کا ضرر اور وبال اسی دنیا میں مجھ پر اور میری اسی اولاد پر جو اس وقت حاضر ہے پڑے۔ تو بعد ایسی قسم کھالینے کے صرف منشی صاحب موصوف کی شہادت سے پانسو روپیہ نقد ردّ کنندہ کو اسی مجمع میں بطور انعام دیا جائیگا۔"

(روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۲۱، ۳۲۲)

O

وید سے وصال الٰہی اور لذات روحانی ثابت کرنے پر سو روپیہ انعام

"اور اگر ماسٹر صاحب کا اعتراض سے یہ مطلب ہے کہ اسلامی بہشت میں صرف دنیوی نعمتوں کا ذکر ہے وصال الٰہی اور روحانی لذّات کا کہیں ذکر نہیں تو ہم اس جھگڑے کے فیصلہ کرنے کے لئے یہ عمدہ طریق سمجھتے ہیں

کہ ماسٹر صاحب کسی اخبار کے ذریعہ سے پختہ طور پر ہم کو یہ اطلاع دیں کہ ہاں میری یہی رائے ہے کہ قرآن شریف میں وصال الٰہی اور لذات روحانی کا کہیں ذکر نہیں۔مگر وید میں ایسا بہت کچھ ذکر ہے تو اس صورت میں ہم وعدہ کرتے ہیں کہ صرف تین یا چار ہفتہ تک ایک مستقل رسالہ اسی بارہ میں بغرض مقابلہ وید و قرآن طیار کر کے جہاں تک ہو سکے بہت جلد چھپوا دیں گے اور سو روپیہ بطور انعام ایک نامی اور فاضل برہمو صاحب کے پاس جو آریوں کے بھائی بند ہیں امانت رکھ دیں گے پھر اگر ماسٹر صاحب بپابندی اپنے چاروں ویدوں کی سنگتا کے جن کو وہ الہامی سمجھتے ہیں روحانی لذات اور وصال ربانی کے بارہ میں جو نجات یابوں کو حاصل ہو گا۔ قرآن شریف کا مقابلہ کر کے دکھلاویں اور وہ برہمو صاحب اس کی تائید اور تصدیق کریں تو وہ سو روپیہ ماسٹر صاحب کا ہو گا ورنہ بجائے اس سو روپیہ کے ہم ماسٹر صاحب سے کچھ نہیں مانگتے صرف یہی شرط کرتے ہیں کہ مغلوب ہونے کی حالت میں ایسے وید سے جو بار بار انہیں ندامت دلاتا ہے دست بردار ہو کر اسلام کی سچی راہ کو اختیار کر لیں۔"

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر۲ صفحہ ۱۵۵-۱۵۶)

O

مسئلہ تناسخ کے بارہ میں ہمارے دلائل کا جواب وید سے دیکر اپنی عقل سے توڑنے والے کے لئے پانسو روپے انعام

".......اور بالآخر بغرض یاد دہانی یہ بھی گزارش ہے کہ میں نے جو قبل اس سے فروری ۱۸۷۸ء میں ایک اشتہار تعدادی پانسو روپیہ بابطال مسئلہ تناسخ دیا تھا وہ اشتہار اب اس مضمون سے بھی بعینہٖ متعلق ہے اگر پنڈت کھڑک سنگھ صاحب یا کوئی اور صاحب ہمارے دلائل کو نمبروار جواب دلائل مندرجہ وید سے دیکر اپنی عقل سے توڑ دیں گے تو بلاشبہ رقم اشتہار کے مستحق ٹھہریں گے اور بالخصوص بخدمت کھڑک سنگھ صاحب کہ جن کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم پانچ منٹ میں جواب دے سکتے ہیں یہ گزارش ہے کہ اب اپنی اس استعداد علمی کو رو بروئے فضلائے نامدار ملت مسیحی اور برہمو سماج کے دکھلاویں۔ اور جو جو کمالات ان کی ذات سامی میں پوشیدہ ہیں منصّۂ ظہور میں لاویں ورنہ عوام کالانعام کے سامنے دم زنی کرنا صرف ایک لاف گزاف ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اب میں ذیل میں مضمون موعودہ لکھتا ہوں۔

مضمون ابطال تناسخ و مقابلہ وید و قرآن جس کے طلب جواب میں صاحبان فضلاء آریہ سماج یعنی پنڈت کھڑک سنگھ صاحب۔ سوامی پنڈت دیانند صاحب۔ جناب باوا نرائن سنگھ صاحب۔ جناب منشی جیونداس صاحب۔ جناب منشی کنھیالال صاحب۔ جناب منشی بختاور سنگھ صاحب۔ ایڈیٹر آریہ درپن۔ جناب بابو ساردا پرشاد صاحب۔ جناب منشی شرم پت صاحب سکرتری آریہ سماج قادیاں۔ جناب منشی اندرمن صاحب۔ مخاطب ہیں۔ بوعدۂ انعام پانسو روپیہ۔"

(پرانی تحریریں۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۵-۶)

O

توفّی کے معنے قبض جسم ثابت کرنے والے کے لئے ہزار روپیہ کا انعام

"اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا اشعار و قصائد و نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفّی کا لفظ خدا تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دونگا اور آئندہ اس کی کمالات حدیث دانی اور قرآن دانی کا اقرار کر لونگا۔"

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶۰۳)

O

مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے ہم خیال علماء کے لئے ہزار روپے کا انعام

"...... ایسا ہی اگر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی یا ان کا کوئی ہم خیال یہ ثابت کر دیوے کہ الدجال کا لفظ جو بخاری اور مسلم میں آیا ہے بجز دجال معہود کے کسی اور دجال کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے تو مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں ایسے شخص کو بھی جس طرح ممکن ہو ہزار روپیہ نقد بطور تاوان دونگا۔ چاہیں تو مجھ سے رجسٹری کرا لیں یا تمسّک لکھا لیں۔ اس اشتہار کے مخاطب خاص طور پر

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں۔ جنہوں نے غرور اور تکبر کی راہ سے یہ دعویٰ کیا ہے۔"

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶۰۳، ۶۰۴)

O

توفّی کے معنی مرنے کے بعد زندہ ہونے کے ثابت کرنے والے کے لئے ہزار روپے کا انعام

"..... ایسا ہی اگر کوئی یہ ثابت کر کے دکھاوے کہ قرآن کریم کی وہ آیتیں اور احادیث جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ کوئی مردہ دنیا میں واپس نہیں آئے گا۔ قطعیة الدلالت نہیں اور نیز بجائے لفظ موت اور امات کے جو متعدد المعنی ہے اور نیند اور بے ہوشی اور کفر اور ضلالت اور قریب الموت ہونے کے معنوں میں بھی آیا ہے۔ توفی کا لفظ کہیں دکھاوے مثلاً یہ کہ توفاہ اللّٰہ مائة عام ثم بعثه تو ایسے شخص کو بھی بلا توقف ہزار روپیہ نقد دیا جاویگا۔"

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶۰۴، ۶۰۵)

O

بالمقابل فصیح و بلیغ رسالہ شائع کرنے پر ہزار روپیہ انعام

"قرین مصلحت سمجھا گیا کہ اب آخری دفعہ اتمام حجت کے طور پر بطالوی صاحب اور ان کے ہم مشرب دوسرے علماء کی عربی دانی اور حقایق شناسی کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے یہ رسالہ شائع کیا جائے اور واضح رہے کہ اس رسالہ میں چار قصائد اور ایک تفسیر سورۃ فاتحہ کی ہے اور اگرچہ یہ قصائد صرف ایک ہفتہ کے اندر بنائے گئے ہیں بلکہ حق یہ ہے کہ چند ساعت میں۔ لیکن بطالوی صاحب اور ان کے ہم مشرب مخالفوں کے لئے محض اتمام حجت کی غرض سے پوری ایک ماہ کی مہلت دیکر یہ اقرار شرعی قانونی شائع کیا جاتا ہے کہ اگر وہ اس رسالہ کی اشاعت سے ایک ماہ کے عرصہ تک اس کے مقابل پر اپنا فصیح بلیغ رسالہ شائع کر دیں جس میں اسی تعداد کے موافق اشعار عربیہ ہوں جو ہمارے اس رسالہ میں ہیں اور ایسے ہی حقایق اور معارف اور بلاغت

کے التزام سے سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہو جو اس رسالہ میں لکھی گئی ہے تو ان کو ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ ورنہ آئندہ ان کو یہ دم مارنے کی گنجایش نہیں ہو گی کہ وہ ادیب اور عربی دان ہیں یا قرآن کریم کی حقایق شناسی میں کچھ بھی ان کو مس ہے۔"

(کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۴۸)

O

اپنے قصائد اور تفسیر کے بالمقابل میرے قصائد اور تفسیر میں غلطیوں پر فی غلطی پانچ روپیہ انعام

"اور نیز یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ بعد بالمقابل قصائد اور تفسیر شائع کرنے کے اگر ان کے قصائد اور ان کی تفسیر نحوی و صرفی اور علم بلاغت کی غلطیوں سے مُبرّا نکلے اور میرے قصائد اور تفسیر سے بڑھ کر نکلے تو پھر باوصف اپنے اس کمال کے اگر میرے قصائد اور تفسیر بالمقابل کے کوئی غلطی نکالیں گے تو فی غلطی پانچ روپیہ انعام بھی دونگا۔ مگر یاد رہے کہ نکتہ چینی آسان ہے ایک جاہل بھی کر سکتا ہے۔ مگر نکتہ نمائی مشکل۔"

(کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۴۹)

O

پادری عماد الدین اور شیخ محمد حسین بطالوی وغیرہ کے لئے بالمقابل کتاب لکھنے پر پانچ ہزار روپیہ انعام

"یہ کتاب معہ پہلے حصہ اس کے کے پادری عماد الدین اور شیخ محمد حسین بطالوی صاحب اشاعت السنۃ اور ان کے انصار و اعوان کی حقیقت علمیہ ظاہر کرنے کے لئے تیار ہوئی ہے جس کے ساتھ پانچ ہزار روپیہ انعام کا اشتہار ہے اگر چاہیں تو روپیہ پہلے جمع کرا لیں۔ اور اگر بالمقابل کتاب لکھنے کے لئے تیار ہوں اور انعامی روپیہ جمع کرانا چاہیں تو ایسی درخواست کی میعاد اخیر جون ۱۸۹۴ء تک ہے بعد اس کے سمجھا جائیگا کہ بھاگ گئے۔ اور کوئی درخواست منظور نہیں ہو گی۔"　(نور الحق الحصہ الثانیہ۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ٹائٹل)

پہلی تین راتوں کے چاند کو قمر ثابت کرنے پر ہزار روپیہ انعام

"دار قطنی کی عبارت ایک صریح بیان اور قرینہ واضحہ صحیحہ کے ساتھ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ چاند گرہن رمضان کی پہلی تاریخ میں ہرگز نہیں ہو گا اور کوئی صورت نہیں کہ پہلی رات واقع ہو۔ کیونکہ اس عبارت میں قمر کا لفظ موجود ہے اور اس نیّر پر تین رات تک قمر کا لفظ بولا نہیں جاتا بلکہ تین رات کے بعد اخیر مہینہ تک قمر بولا جاتا ہے۔ اور قمر اس واسطے نام رکھا گیا کہ وہ خوب سفید ہوتا ہے۔ اور تین رات سے پہلے ضرور ہلال کہلاتا ہے اور اس میں کسی کو کلام نہیں اور یہ وہ امر ہے جس پر تمام اہل عرب کا اس زمانہ تک اتفاق ہے اور کوئی اہل زبان میں سے اس کا مخالف نہیں اور نہ انکاری مگر وہ شخص جس کی بصیرت گم ہو گئی ہے اور معرفت مرگئی اور ایسا کلمہ کسی منہ سے نہیں نکلے گا بجز اس کے جو غبی جاہل ہو یا وہ جو کینہ ور اور دیدہ دانستہ اپنے تئیں جاہل بناتا ہو اور عقلمندوں کے مونہہ سے تو ایسا کلمہ نہیں سنے گا۔ اور اگر تجھے شک ہو تو قاموس اور تاج العروس اور صحاح اور ایک بڑی کتاب مسمّٰی لسان العرب اور ایسا ہی تمام کتب لغت اور ادب اور شاعروں کے شعر اور قدماء کے قصیدے غور سے دیکھ اور ہم ہزار روپیہ انعام تجھ کو دیں گے اگر تو اس کے برخلاف ثابت کر سکے۔"

(نور الحق الحصہ الثانیہ۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۱۹۸، ۱۹۹)

ماہ رمضان میں کسوف خسوف۔ کا نشان کسی اور مدعی کے حق میں ثابت کرنے والے کو ہزار روپے انعام

(ترجمہ از عربی عبارت) اور جو امر ثابت اور ظاہر ہو گیا تم اس کو ایک بے حیا کی طرح قبول نہیں کرتے اور خیال کرتے ہو کہ وہ حدیث صحیح نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے۔ پس تم گذشتہ زمانوں میں سے اس کی نظیر لاؤ اگر تم سچے ہو۔ اور ہم کو کوئی ایسی کتاب دکھلاؤ جس میں ایسے آدمی کا ذکر ہو۔ جو

باقی صفحہ ۴۴ پر

مبارک وہ جو اب ایمان لایا

حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی.......

مرتبہ: مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب شعبہ تاریخ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حبی فی اللہ صاحبزادہ افتخار احمد۔ یہ جوان صالح میرے مخلص اور محب صادق حاجی حرمین شریفین منشی احمد جان صاحب مرحوم و مغفور کے خلف رشید ہیں۔ اور بمقتضائے اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ تمام محاسن اپنے والد بزرگوار کے اپنے اندر جمع رکھتے ہیں اور وہ مادہ ان میں پایا جاتا ہے جو ترقی کرتا کرتا فانیوں کی جماعت میں انسان کو داخل کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ روحانی غذاؤں سے ان کو حصہ وافر بخشے اور اپنے عاشقانہ ذوق و شوق سے سرمست کرے۔ آمین ثم آمین۔" ("ازالہ اوہام" روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۳۹)

حضرت منشی احمد جان ..... آف لدھیانہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ساتھ نہایت اخلاص اور محبت کا تعلق رکھنے والے ایک متوکل اور متقی بزرگ تھے۔ آپ کی نگاہ حق شناس نے حضرت اقدسؑ کو بہت پہلے ہی شناخت کر لیا تھا اور اس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا"

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ　　تم مسیحا بنو خدا کے لئے

اس طرح حضرت منشی صاحب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مصدق ٹھہرتے ہیں۔ آپ کی وفات ۱۸۸۹ء کی بیعتِ اولیٰ سے پہلے ہو گئی تھی۔ زیر نظر سیرت و سوانح آپ کے فرزند سعید حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی..... کی ہے جو ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے۔

حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد لدھیانوی ..... کی ولادت ۳ جنوری ۱۸۶۶ء کو ہوئی۔ آپ کو پہلی بار ۱۸۸۴ء میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی زیارت ہوئی اور ۹ جولائی ۱۸۹۱ء کو آپ حضرت اقدسؑ کی بیعت سے مشرف ہوئے (رجسٹر بیعت غیر مطبوعہ) اور ۸ جنوری ۱۹۵۱ء کو رحلت فرما گئے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب اپنے خود نوشت سوانح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ابتدائی حالات اور حضرت اقدسؑ کی زیارت

"میری پیدائش بروز منگل بوقت عصر ۱۴ شعبان ۱۲۸۲ ہجری کی ہے۔ میرے والد صاحب کو حضرت صاحب کی اطلاع اس وقت ہوئی جبکہ براہین احمدیہ کے تین حصے شائع ہوئے تھے۔ انہوں نے جب ان تین حصوں کو پڑھا اس وقت حضرت اقدس علیہ السلام کی عقیدت و ارادت آپ کے دل میں مستحکم ہوگئی۔ اس کے بعد براہین احمدیہ حصہ چہارم شائع ہوئی۔ والد صاحب کی ارادت سے آپ کے اہل و عیال اور مریدین بھی زمرہ معتقدین میں شامل ہو گئے۔"

"میرے والد صاحب کو اور میرے بھائی منظور محمد صاحب کو اور مجھ کو حضرت صاحب کی ابتدائی زیارت اس وقت ہوئی جبکہ حضور ۱۸۸۴ء میں سب سے پہلے تین دن کے لئے لدھیانہ تشریف لے گئے تھے۔ میرے والد صاحب اور میرے بھائی صاحب اور میں اور سب احباب حضورؑ کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر گئے تھے۔ حضور کی پہلی زیارت اسٹیشن پر ہوئی۔ میرے والد صاحب نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میں بغیر بتلائے حضرت صاحب کو پہچان لوں گا۔ ایسا ہی ہوا کہ حضور جب گاڑی سے اترے بغیر بتلائے والد صاحب نے فرمایا کہ وہ یہ ہیں۔"

"حضرت صاحب نے تین روز محلہ صوفیاں میں ڈپٹی امیر علی صاحب صوفی کے ہاں (جو کہ میرے والد صاحب کے مرید تھے) قیام فرمایا۔"

"حضور تین دن کے بعد لدھیانہ سے تشریف لے گئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد اطلاع ملی کہ حضرت صاحب شادی کے لئے دہلی تشریف لے جائیں گے اور فلاں وقت ریلوے اسٹیشن لدھیانہ سے گاڑی گذرے گی۔ والد صاحب اور لدھیانہ کے احباب پہلے سے اسٹیشن پر جا پہنچے۔ میں بھی اپنے والد صاحب کے ساتھ تھا۔ جتنی دیر گاڑی کھڑی رہی حضور پلیٹ فارم پر ٹھہرے رہے۔ حضور کے ساتھ جو احباب آئے تھے میرے خیال میں شاید چھ سات ہوں گے۔ حضور اور ساتھی سب اپنے معمولی سادہ لباس میں تھے۔ کوئی ایسی علامت نہ تھی جس سے یہ ظاہر ہو سکتا کہ یہ دولہا اور یہ اس کی برات ہے۔"

"حضور مع رفقا شاید ۱۰۔۱۵ منٹ لدھیانہ پلیٹ فارم پر کھڑے رہے پھر گاڑی پر سوار ہو کر دہلی روانہ ہو گئے۔ واپسی کے وقت پھر لدھیانہ اسٹیشن پر گاڑی ٹھہری۔ احباب سے ملاقات کی۔ میرے والد صاحب نے پھلور کے دو ٹکٹ پہلے سے لے لئے تھے۔ میرے بھائی منظور محمد صاحب کو ساتھ لے کر حضور کی گاڑی کے ڈبہ میں سوار ہو گئے میں ساتھ نہیں گیا۔ پھلور لدھیانہ سے ۵ میل ہے اور انجن بدلتا ہے۔ گاڑی نصف گھنٹہ وہاں

ٹھیری۔ یہ میرے والد صاحب کا دلی اخلاص تھا جو اس تھوڑے عرصہ کی ملاقات کو غنیمت سمجھا۔ یہ والد صاحب کی حضرت صاحب سے آخری ملاقات تھی کیونکہ اس کے بعد حج کو تشریف لے گئے۔ واپسی کے وقت راستہ میں بیمار ہو گئے اور لدھیانہ آ کر چند روز بعد ۲۷ دسمبر ۱۸۸۵ء کو وفات پا گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

والد صاحب کی وفات سے تھوڑے عرصہ بعد حضرت صاحب تعزیت کے لئے لدھیانہ تشریف لائے تھوڑی دیر قیام فرمایا۔ والد صاحب مرحوم کی محبت، اخلاص اور دینی خدمت کا ذکر فرماتے رہے۔ پھر حضور نے مع حاضرین دعا فرمائی حضور نے قرآن شریف کی یہ آیت وَ کَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا پڑھ کر فرمایا کہ ان دو نو بچوں پر مہربانی کرنے کی یہ وجہ تھی کہ ان کا باپ صالح تھا (ہم بھی اپنے باپ کے دو ہی لڑکے ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر بھی فضل فرمائے۔ آمین)

قادیان کا سفر

"..... حضور کے یہاں صاحبزادہ بشیر احمد صاحب اول تولد ہوئے۔ حضور کا خط لدھیانہ کے احباب کے نام عقیقہ میں شمولیت کے لئے آیا جس میں حضور نے یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ عقیقہ کا ساتواں دن اتوار کو پڑتا تھا مگر کچھ قدرتی اسباب ایسے پیدا ہو گئے کہ عقیقہ بجائے اتوار کے پیر کے دن ہوا جس سے یہ الہام دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ پورا ہوتا ہے۔ ہم سب احباب لدھیانہ سے قادیان پہونچے۔ یہ سفر قادیان کا میرا پہلا سفر تھا اس سے پہلے میں نے قادیان کو نہیں دیکھا تھا۔ مہمان (بیت) اقصیٰ میں ٹھہرے۔ عقیقہ میں ایک دن یا دو دن باقی تھے کہ بارش شروع ہوئی اور تین دن لگاتار برستی رہی۔ قادیان کے چاروں طرف پانی ہی پانی ہو گیا۔ صاحبزادہ بشیر احمد اول کا عقیقہ بیت الفکر میں ہوا جو کہ بیت الذکر یعنی (بیت) مبارک کے ساتھ کا حضور کے دولت خانہ کا کمرہ ہے اور جس کا وہی دروازہ بیت مبارک کے دہنی طرف اب تک موجود ہے۔ حاضرین مہمانوں کی تعداد اتنی تھی کہ بیت الفکر میں گنجائش ہو گئی۔ مجھے یاد ہے کہ صاحبزادہ بشیر احمد اول مولوی رحیم بخش صاحب کی گود میں تھے جس وقت کہ حجام نے سر کے بال اتارے ..... عقیقہ کے بعد ایک دو دن مہمان ٹھہرے۔ پانی کا وہی عالم تھا اگرچہ بارش بند ہو گئی تھی لیکن راستہ پانی سے لبریز تھا۔ یکہ پر اسباب لاد کر احباب پا پیادہ روانہ ہوئے۔ حضور نے پلاؤ کی دیگ ساتھ کر دی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ بٹالہ کے راستے میں بعض جگہ پانی کمر تک پہنچ جاتا تھا۔ یکہ کے پہیئے پانی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اسی حال میں ہم بٹالہ کے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ اسٹیشن بٹالہ پر حضرت میر ناصر نواب صاحب رحمتہ اللہ علیہ دو دن سے پانی کی وجہ سے رکے ہوئے تھے۔ جب ہم اسٹیشن پر پہنچے حضرت میر صاحب کی رخصت بھی ختم ہو چکی تھی، وہ بھی ہمارے ساتھ ریل پر واپس ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت صاحبؑ معہ اہل بیت لدھیانہ تشریف لے گئے اور ہمارے مکان کے بالکل متصل ایک حویلی میں فروکش ہوئے اور بیعت کا اعلان کیا۔"

"اس کے کچھ عرصہ بعد بحمد اللہ تعالیٰ ۱۸۹۲ء کو میں مع اہل و عیال ہجرت کر کے قادیان آ رہا۔ حضور نے اپنے رہائش ہی کے مکانوں میں جگہ دی .... ایک روز حضور نے مجھے فرمایا کہ انسپکٹر مدارس آیا ہوا ہے اس سے کہو کہ قادیان کے سکول میں تم کو رکھ لے ..... میں نے محض حضور کے ارشاد کی تعمیل میں انسپکٹر سے مل کر کہا کہ آپ مجھے قادیان کے سکول میں مدرسی کی آسامی دے دیں۔ انہوں نے میری تعلیم وغیرہ کا حال پوچھا اور کہا بہت اچھا میں جا کر حکم بھیج دوں گا۔ اس نے جا کر میری تعیناتی کی باضابطہ کارروائی کی اور میں قادیان کے سکول میں مدرس ہو گیا۔"

"ان دنوں ..... (حضرت خلیفہ ثانی۔ ناقل) خورد سال تھے۔ حضور نے مجھے فرمایا کہ میاں کو بھی سکول لے جایا کرو۔ میں حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق حضور (میاں صاحب۔ ناقل) کو بھی ساتھ لے جایا کرتا تھا۔"

قادیان میں مستقل سکونت

"پانچ سال کے قریب یہاں قادیان میں رہا پھر مع عیال لدھیانہ چلا گیا...... پھر ۱۹۰۱ء کو مع اہل و عیال قادیان آیا اور بفضل خدا یہیں رہا۔ ۱۹۰۲ء میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت اقدسؑ کی اجازت سے محرری کے کام پر مجھے رکھ لیا۔ لنگر اور سکول کا چندہ اور حضرت صاحبؑ کے خطوط کا جواب لکھنا میرا کام تھا۔ بفضل خدا مسلسل دفتر ڈاک کا کام کرتا رہا یہاں تک کہ ۱۹۲۷ء میں بموجب قواعد ریٹائر ہو گیا۔ بحمد اللہ اب حضور کے قدموں میں پڑا ہوں اور دعا کرتا ہوں

من دعاہائے بروبار تو اے ابر بہار۔"

(تلخیص از رجسٹر روایات ...... جلد ۷ صفحہ ۱ تا صفحہ ۶ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۵ صفحہ ۸ تا صفحہ ۱۱)

حضرت پیر افتخار احمد صاحب کا نام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ رفقاء خاص میں نمبر ۲۶ پر درج ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۵)

حضرت اقدس کی نگاہ میں حضرت صاحبزادہ صاحب کا مقام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام میں جہاں اپنے مخلص دلی محبوں کا ذکر فرمایا ہے وہاں حضرت منشی احمد جان .... کے ساتھ صاحبزادہ کا ذکر فرمایا۔ حضور فرماتے ہیں:

"آپ کا صاحبزادہ کلاں حاجی افتخار احمد صاحب آپ کے قدم پر اس عاجز سے کمال درجہ کا اخلاص رکھتے ہیں اور آثار رشد و اصلاح و تقویٰ ان کے چہرے پر ظاہر ہیں۔ وہ باوجود متوکلانہ گذارہ کے اول درجہ کی خدمت کرتے ہیں اور دل و جان کے ساتھ اس راہ میں حاضر ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو ظاہری اور باطنی برکتوں سے متمتع کرے۔"

نیز فرمایا:

"حبی فی اللہ صاحبزادہ افتخار احمد۔ یہ جوان صالح میرے مخلص اور محب صادق حاجی حرمین شریفین۔ منشی احمد جان صاحب مرحوم و مغفور کے خلف رشید ہیں اور بمقتضائے اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ تمام محاسن اپنے والد بزرگوار کے اپنے اندر جمع رکھتے ہیں اور وہ مادہ ان میں پایا جاتا ہے جو ترقی کرتا کرتا فانیوں کی جماعت میں انسان کو داخل کر دیتا ہے خدا تعالیٰ روحانی غذاؤں سے ان کو حصہ وافر بخشے اور اپنے عاشقانہ ذوق و شوق سے سرمست کرے آمین ثم آمین۔" (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۳۹)

آپ کا نام افتخار احمد تاریخی نام تھا جس سے آپ کی تاریخ پیدائش ۱۲۸۲ھ نکلتی ہے۔ بوقت وفات آپ کی عمر ۸۸ سال تھی۔

آپ کی وفات پر حضرت مصلح موعود ...... نے باوجود علالت طبع کے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور نعش کو کندھا بھی دیا۔ (الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۵۱ء صفحہ ۱)

آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ ۱۹ ستمبر ۱۸۸۵ء کو بیت اللہ شریف اور میدان عرفات میں آپ بھی اپنے والد صاحب کے ساتھ موجود تھے جب حضرت اقدس علیہ السلام کی طرف سے وہاں ایک دعا پڑھی گئی تو آپ کو بھی وہ دعا ساتھ ساتھ پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ (تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۸۱۔۸۲)

آپ کی وفات پر عرفانی صاحب کا نوٹ:۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب ...... نے آپ کی وفات پر لکھا: "جہاں تک میرا علم ہے بچپن سے سعادت مند اور زاہد تھے۔ ہر دیکھنے والے کو ان کے چہرہ پر نور نظر آتا تھا۔ وہ رمضان کا مہینہ خصوصیت سے عبادت میں گذارتے اور اعتکاف کرتے تھے اور تہجد گذار تھے۔ مجھے بارہا ان کے ساتھ تہجد میں شرکت اور سحری میں شریک طعام ہونے کا موقعہ ملا۔ ان کے چہرے پر تبسم کھیلتا تھا میں نے کبھی ان کو غصہ کی حالت میں نہیں پایا۔ وہ اپنے گھر کے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد خَیْرُ کُمْ خَیْرُ کُمْ لِاَھْلِہٖ پر جوانی سے بڑھاپے تک مخلصانہ عامل رہے۔ اولاد کی تربیت اور اولاد پر شفقت کا بھی وہ ایک خاص نمونہ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل (خانہ) سے انہیں محبت و اخلاص کا نہایت بلند مقام حاصل تھا۔ وہ توکل علی اللہ کا ایک خاص درجہ رکھتے تھے۔ ان کی زندگی کے ابتدائی ایام شہزادوں کی طرح سے گزرے اس لئے کہ ان کے خاندان کے فیض یافتہ لوگ بڑے اخلاص سے خدمت کرتے تھے، لیکن احمدی ہو جانے کے بعد ہی دراصل ان کے توکل کے مقام کا پتہ لگا۔ وہ نہایت قانع انسان تھے اور اپنے فرض کو نہایت محنت اور جفاکشی سے ادا کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب انہیں آپ کے گونہ پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے حاصل تھا اس لئے کہ آپ صیغہ ڈاک میں کام کرتے تھے۔" (تاریخ احمدیت جلد ۱۵ صفحہ ۱۱)

آپ کے خصائل

"حضرت پیر صاحب ..... کی زندگی فروتنی، کسر نفسی اور عجز و انکسار کی مجسم تصویر تھی۔ فرشتہ خصلت بزرگ تھے۔ خط نہایت پاکیزہ اور بہت عمدہ تھا۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں بے تکلف بات کر لیتے تھے۔ طبیعت پر غور و فکر کا رنگ غالب تھا۔ غایت درجہ کم سخن تھے اور فضول اور زائد باتوں سے طبعی نفرت تھی۔ ہمیشہ راضی بقضا رہے اور شدید تکلیف میں بھی کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لاتے۔ ان کے جوان لڑکے فوت ہوئے مگر کیا مجال کہ زبان سے اف تک نکل جائے یا چہرے سے کسی قسم کے درد یا تکلیف کا اظہار ہو۔ بڑھاپے اور ضعف کی حالت میں بھی مسجد میں تشریف لاتے۔ آخری عمر میں زیادہ دیر تک بیٹھ نہ سکتے تھے۔ جماعت شروع ہونے سے قبل بیت میں لیٹ جاتے اور با جماعت نماز کا انتظار فرماتے۔ کتاب "انعامات خداوند کریم" جو پر حکمت نصائح پر مشتمل ہے آپ ہی کی تصنیف لطیف ہے اور آپ کے صوفیانہ مزاج کا پتہ دیتی ہے۔" (تاریخ احمدیت جلد ۱۵ صفحہ ۱۱-۱۲)

آپ کی اولاد

حضرت پیر صاحب نے اپنے حالات میں اپنی شادیوں اور اولاد کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں :- "میرے والد صاحب نے میری عمر کے سولہویں سال میری شادی کر دی تھی۔ میری عمر کچھ اوپر پچاس برس تھی کہ میری بیوی فوت ہو گئی ...... اللہ تعالیٰ نے انہیں جو اولاد بخشی ان میں سے مظہر حق۔ حبیب احمد۔ خلیل احمد۔ محمد عبداللہ اور ایک لڑکی بفضل خدا موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنی تابعداری اور اپنی اطاعت میں رکھے اور چار لڑکیاں اور چار لڑکے مظہر قیوم۔ نثار احمد۔ نذیر احمد اور فتح احمد فوت ہو گئے۔ ان میں سے دو لڑکے مظہر قیوم۔ نثار احمد۔ اور دو لڑکیاں سعیدہ اور مریم مقبرہ بہشتی میں مدفون ہیں۔ سعیدہ قادیان میں متولد ہوئی۔ جو مہاجرین میں اول المولود تھی اور اٹھارہ سال کی عمر ہوئی ..... پہلی بیوی کے فوت ہونے سے تین سال بعد میں نے دوسری شادی کی اور یہ دوسری بیوی بھی دس سال بعد فوت ہو گئی ...... ان کا ایک لڑکا مطیع الرحمان خورد سال فوت ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ذخیرہ عقبیٰ کرے۔ اور ایک لڑکا محمد عبدالرحمن اور دو لڑکیاں ہیں ... دوسری بیوی کی وفات سے کوئی اڑھائی برس بعد خدا کے فضل اور رحم سے تیسری بیوی سے نکاح ہوا۔ بحمد اللہ وہ بھی دیندار، مخلص اور بہت اچھی ہے۔" ("انعامات خداوند کریم" صفحہ ۲۳۵ تا ۲۳۷)

آپ کی تحریرات کے چند نمونے

حضرت صاحبزادہ صاحب اپنی تصنیف "انعامات خداوند کریم" میں تحریر فرماتے ہیں :-

آداب خلیفہ

"اصل بات یہ ہے کہ خلیفہ کے آداب اس قدر اس لئے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے۔ دیکھو کوئی بڑا بھاری رئیس ہو اگر حاکم کا ایک پیادہ اس کی طرف کوئی حکم لے کر آئے وہ اس کی کیسی فرماں برداری کرتا ہے۔ اگر وہ اس کو بلانے آیا ہے سب کچھ چھوڑ کر فوراً اس کے ساتھ چل پڑتا ہے۔ یہ درحقیقت اس پیادہ کی نہیں بلکہ حاکم کے حکم کی تابعداری ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ چل کر دنیا میں نہیں آتا کہ اس کی اطاعت اور خدمت کی جائے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس ظاہری وجود سے دنیا میں موجود نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس دنیائے خاکی کو چھوڑ کر تشریف لے گئے۔ اب کون ہے جس سے محبت کا اظہار کیا جائے۔ جس کی آواز پر لبیک کہا جائے۔ جس کے حضور میں دل کے جذبات اور شوق پورے ہوں۔ بحمد اللہ تعالیٰ وہ خلیفتہ المسیح ہیں۔ تا کہ یہ نہ کہیں کہ اگر ہم حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں ہوتے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ پاتے تو یوں وفاداری کرتے۔ ایسا صدق و اخلاص دکھاتے ایسی محبت و الفت کا دم بھرتے" ("انعامات خداوند کریم" صفحہ۔ ۱۲۷)

اللہ اور اس کے پیاروں سے تعلق

"یار غالب شو کہ تا غالب شوی۔ (غالب کا دوست بن جا پھر تو بھی غالب ہو جائے گا) یہ اصول دنیا میں بھی جاری ہے۔ جو لوگ بڑے آدمیوں سے دوستی محبت تعلق اور نشست و برخاست رکھتے ہیں۔ ان بڑے آدمیوں کی عزت و حشمت سے ان کو بھی فائدہ پہنچتا ہے اور جو اس کے برعکس کرتے ہیں وہ ایسے دوستوں کے ادبار، تنزل، ضرر اور نقصان میں بھی شریک ہوتے ہیں پس تم اللہ رسول اور ان کے پیاروں سے دوستی پیدا کرو جن کی اللہ کے پاس عزت ہے۔ ان کے پاس نشست و برخاست رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تم کو بھی ان برکات و حسنات سے حصہ ملے گا جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے۔ بادشاہ کے خادم بھی اس دسترخوان سے حصہ پاتے ہیں جو بادشاہوں کے سامنے چنا جاتا ہے۔" (ایضاً صفحہ ۱۰۵)

صبر و رضا

"دنیا میں تکلیفیں دکھ اور بیماریاں آتی ہیں۔ ان سے بالکل نہ گھبراؤ۔ دل تنگ نہ ہو۔ تکلیفیں خوشیوں کے لئے آئینہ کی طرح ہیں۔ جب ان میں دیکھتے ہو تو تمہیں اپنی خوشیاں نظر آتی ہیں۔ تکلیفیں اور دکھ خوشیوں کے لئے ایک سبب، ذریعہ اور آلہ کی طرح ہیں۔ تکلیفوں کا علم اور معرفت نہ ہوتی تو خوشیوں آرام اور سکھ کا پتہ بھی نہ لگتا۔ دن کا نور رات کے اندھیرے کے بعد کیسا بھلا لگتا ہے رات حالانکہ ظلمت ہے اور سو جانا غفلت ہے۔ لیکن دن کے نورانی اوقات میں کام کرنے سے تھک جانے کے بعد کس قدر آرام دہ ہے۔ بیماری کے بعد صحت کیسی لذیذ اور بیماری میں خدا کی یاد کیسی خوشنما اور دل کی راحت ہے۔ اسی طرح بھوک پیاس کے بعد کھانا پینا خوف کے بعد امن۔ محنت کے بعد آرام۔ اسی پر سب تکلیفوں کا قیاس کر لو۔ پس ہر وقت اور

ہر حال میں خوش اور اللہ سے راضی رہو اور شکر گذار رہو۔

خدا کے فضل اور رحم سے صابرین اور شاکرین کے لئے تکلیفیں ان پھولوں کی طرح ہیں جو پھلدار درختوں میں لگتے ہیں۔ پھول جھڑ جاتے ہیں اور پھل رہ جاتے ہیں۔" (ایضاً صفحہ ۶۵)

بقیہ از صفحہ ۳۲ :-

اس نے دعویٰ کیا ہو جو میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور میں ہی مسیح موعود اور مہدی ہوں اور اہل ظلم کا شعلہ دور کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں تا دین کو زندہ کروں اور ایمانی طریقے سکھلاؤں۔ پس اس کا دعویٰ اس نشان کے ساتھ مقارن ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اس کے زمانے میں سورج گرہن کردے خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا۔ اگر تم اس کی مثل پیش نہ کر سکو اور ہرگز نہ پیش کر سکو گے اور بجز جھاگ کے اور تمہارے پاس کچھ نہیں ہوگا۔ پس جانو کہ وہ میرے لئے خدائے قریب سے ایک نشان ہے۔ وہ میرا رب ہے۔ اس نے اپنے پاس سے میری مدد کی اور مجھے دوست پکڑا اور اس نے مجھ پر ان راستبازوں کے علوم کھولدیئے جو پہلے گزرے ہیں اور مجھے وارثوں میں سے کیا۔

خبردار تم نے خدا تعالیٰ کی آیتوں کو تو جھٹلایا اور تکذیب بھی کی مگر اس نشان کی نظیر پیش نہ کر سکے۔ بعض تم میں سے وہ ہیں جنہوں نے غور کرنے کے بعد تصدیق کی پس اے جلد باز و سوچو اور غور کرو کہ ان دونوں گروہوں میں سے قریب تر با امن کونسا گروہ ہے۔ کیا تم ڈرتے نہیں کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو جھٹلایا حالانکہ اس کا صدق چاشت گاہ کے آفتاب کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کیا تم اس کی نظیر پہلے زمانوں میں سے کسی زمانہ میں پیش کر سکتے ہو کیا تم کسی کتاب میں پڑھتے ہو کہ کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور پھر اس کے زمانہ میں رمضان میں چاند اور سورج گرہن ہوا جیسا کہ اب تم نے دیکھا۔ پس اگر پہچانتے ہو تو بیان کرو اور تمہیں ہزار روپیہ انعام ملیگا اگر ایسا کر دکھاؤ۔ پس ثابت کرو اور یہ انعام لے لو اور میں خدا تعالیٰ کو اپنے اس عہد پر گواہ ٹھہراتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو اور خدا سب گواہوں سے بہتر ہے اور اگر تم ثابت نہ کر سکو اور ہرگز ثابت نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جو مفسدوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

(نور الحق الحصۃ الثانیہ۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۱۰ تا ۲۱۲)

زندگی

پختہ تر ہے دردِ پنہاں سے بنائے زندگی
لَااِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ ہے منتہائے زندگی

کربلا کے خونِ ناحق سے ہوا یہ آشکار
موت بھی ہوتی ہے دنیا میں بجائے زندگی

کس کا نوحہ کس کا ماتم اے حقیقت ناشناس
زندگی ہی زندگی ہے ماورائے زندگی

خیرو شر کے سب مراحل ہیں اسی میں مستتر
گاہ خندہ گاہ گریہ ہے جزائے زندگی

مقتلِ عشق و وفا ہے حیدر و شبیر خیز
ابتلائے زندگی ہے اصطفائے زندگی

جذبۂ صبر و تحمل چاہیئے اے بے خبر
مشکلوں کے ساتھ ہے مشکل کشائے زندگی

یہ فلک یہ مہر و ماہ و کہکشاں کیا چیز ہیں
عرش تک پہنچا ہے مصلحؔ مصطفائے زندگی

مولانا مصلح الدین راجیکی

Monthly **Ansarullah** Rabwah

EDITOR : NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. No. CPL – 92 May, 1999.

اپنی جماعت کے لئے بعض نصائح

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اے میری جماعت خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفر آخرت کے لئے ایسا طیار کرے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب طیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے اور بد قسمت ہے وہ جس کا تمام ہم و غم دنیا کے لئے ہے ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔

اے سعادت مند لوگو تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو۔ نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا۔ لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے۔ وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں۔ سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفس امارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو۔ سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چند روزہ دنیا میں ان کی بد خواہی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجالاؤ۔ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے۔"

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۳)